

سائق لعباد الى صحة الاعتقاد

طبع في المطبع سعيدي المطابع الكائن

ببلدة بنارس في سنة ١٣٠٢

المجتمعة



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله اھادی الی اصول الایمان وفروع الاسلام وشیلو
 الاحسان والصلوة والسلام علی افضل رسلہ وخاتم انبیائہ
 من جائنا بالسنة المقدسة وعظیم القرآن وعلی آلہ وصحہ
 الماضین علی خیرھدایہ والسرا عین الیہ کل انسان اما بعد
 اردو زبان کا بیان میں عقائد صحیحہ اسلام کے ترجمہ ہے رسالہ عربی اعتقاد الی
 کا جسکو سید ابوالنصر میر علی حسن خان کان اللہ لہ وکان نے بحسب فرمائش
 اخوان ایمان کے لکھا تھا میں نے اوسکا ترجمہ حکم جناب عالیہ نواب شاہجہان بک
 والیہ ریاست پھوپال اوام اللہ مجد کے اردو میں تحریر کیا اور اسکا نام سائل
 الی صحفہ الاعتقاد رکھا ہے اللہ بہا و سائر المسلمات والمسلمین
 وکرمہم اللہم امین مولف رسالہ نے بعد حمد و نعت کے یوں کہا ہے کہ
 مختصر رسالہ میں خاص عقائد سلف کا بیان ہے جو کہ اکابر ائمہ مستندین امت

ہو گئے ہیں غرض اسکی تصنیف سے نفع اپنی ذات کا اور اوس شخص کا ہے
 جو عقائد صحیحہ شرعیہ کا طالب ہو تا کہ جملہ سعادات دینی و دنیوی پر فائز ہو اور
 اولہ عقائد کی تفصیل دوسری جلد پر محمول رکھی ہے جسکو من بعد بقصد ثواب
 ہدیہ ارباب سنت و کتاب کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ و باللہ التوفیق الہی حق
 واصحاب حدیث کے اقوال و احوال متفق ہیں ایمان باللہ عز و جل اور توحید کی
 شہادت پر اور اس امر پر کہ ذات باری تعالیٰ موصوف ہے صفات قدیمہ سے جنکا
 ثبوت یا تو قرآن مجید سے ہے جسکے پس و پیش میں باطل کو گزر نہیں یا احادیث
 صحیحہ معتمدہ آنحضرت صلی علیہ وسلم سے کیونکہ حضرت اپنے حق تبلیغ سے کما حقہ فارغ ہو چکے ہیں
 اور راہ ہدایت کو روز روشن کی طرح واضح فرما گئے ہیں کہ نہ کسی لمحہ کو اوسین
 تاب مقال ہے اور نہ کسی مخالف کو کچھ محل مجال الغرض ایمان لے آئے اہل حق
 و حدیث خداے پاک کے اون اسماء و صفات پر جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں
 اور محمول ہیں وہ اپنے معانی ظاہر پر نہ اونہیں کسی طرح کی تاویل کرتے ہیں
 جو مسئلہ تم تعطیل و انکار صفات ہو اور نہ ایسی تشریح کی جاتی ہے جو منجر تشبیہ
 و تمثیل ذات ہو بڑا فضل اللہ ہے الحسنات پر یہ کیا کہ بچا لیا ہے او نہ کو تعریف
 و تاویل آیات اور تشریح کیفیت صفات سے جو داخل تقریط و افراط ہیں اور
 توفیق بخشی ہے فہم و ادراک صحیح کی یہی سبب ہے کہ ملے کر گئے ہیں وہ شاہراہ
 تنزیہ و توحید کو اور محفوظ رہے ہیں تعطیل و تشبیہ سے اتباع کیا ہے اونہوں
 ارشاد الہی لیس کمثلہ شئی اور لم یکن لہ کفوا احد کا ان آمینوں نے
 خیال مائلت ذات و صفات و افعال کو بیخ و بن سے قطع کر دیا اور کفایت
 کر گیا ہے او نہ کو اس بارہ میں یہ طریقہ بہتیم مع سنیت نبویہ کے اسطرح چرکہ نہ چھڑے
 وہ کبھی طرف بدعات روئیہ کے آو رہا لیا ہے اونہوں نے اسکی بدولت عند اللہ

سجانه و تعالیٰ را تب علیہ و مارج سیدیکہ رضی اللہ عنہم از دہاہم و جبل القدر و س نزہہم و ماواہم

فصل

اسماء اللہ عز و جل مند رہو قرآن و سنت جو کہ اوسنی ذات و صفات کے ثبوت اور

رحمن	رحیم	ملک	ملیک	سبوح	قدوس	سلام	مؤمن	مہین	عزیز
جبار	متکبر	خالق	خالق	ذاری	مصور	غافر	غفار	قہار	قہار
تہا	وہاب	رازق	رازق	رب	فتاح	علیم	علام	قابض	باسط
حکیم	عدل	جلیل	لطیف	خبیر	حلیم	عظیم	غفور	شکور	شاکر
رفیع	علی	کبیر	حفیظ	حافظ	ناصر	نصیر	مقیم	محبیب	محبیب
شأن	جلیل	اکرم	کریم	فعال	قدیم	رقیب	قریب	شافی	شأن
ودود	مجید	باعث	شہید	کیل	کفیل	قوی	متین	ولی	حمید
مدبر	واحد	ماجد	سید	واحد	وتر	فرد	احد	صمد	قادر
والی	قادر	مقدر	مقدم	مؤخر	اول	آخر	ظاہر	باطن	غیاث
غیاث	رؤف	مقسط	جامع	غنی	مغنی	معطی	مانع	وفی	صادق
رشید	صبور	حی	الحی	المبین	سیل	الحساب	فالق	الحب	النوی
ذوالطول	ذوالفضل	ذوالعرش	ذوالمعارج	ذوالانتقام	ذوالجلال	ذوالاکرام			

یہ کل اسما ایک سو اکان ہین ہر ایک کے معنی انہین سے جس طرح علی و علیہ ہین اور ہر ایک سے جدا جدا ایک وصف سمجھا جاتا ہے اور سی طرح بعض مختلف اسما بھی باعتبار قیاس مشترک کے صفت واحدہ پر دلالت کرتے ہین بعض اسما سے ثبوت و قیاس و خدا پاک ظاہر و ہویدا ہے اور بعض سے صفت و حدانیت و خلق و تدبیر و خالق و پیدا کوئی وصف ایجاد و ابداع ظاہر کر رہا ہے اور کوئی نفی تشبیہ بتلا رہا ہے و علی القیاس بخاری و مسلم و ترمذی و غیر ہم دیگر محدثین نے ابو ہریرہؓ کی روایت کی ہے کہ فرمایا انھوں نے صلعم نے اللہ پاک کے ثنائوں کے نام ہین یعنی ایک کم تنو جو شخص احصا کر لیا او کو دوا ہوگا بہشت میں لفظ احصا کے معنی اگرچہ لغتاً شمار کر لینا ہے مگر یہاں مقصود ناموں کا زبانی یاد کرنا ہے نہ فقط کتنی کر رکھنا اور تفصیل و تشریح اون ثنائوں کے ناموں کی جو روایت ترمذی و غیرہ میں وارد ہے وہ دراصل منجانب راوی سے ارشاد نبوی سے ثبوت تفصیلی نہیں ہے اور خدا کے ناموں کو ثنائوں سے کہنا یا کثرت اطلاق و زیادت استعمال کے ہے کل اسما کا حصہ و احاطہ ثنائوں سے میں مراد نہیں ہے کیونکہ اسماے مذکور الصد و جنین نو و نہ نام مرویہ ترمذی بھی خلق و جنین بتماہا کتاب و سنت کے ثابت ہین اور ہر ایک کی سند محدثین میں معروف و مشہور ہے اور کتاب ایحوائز و الصلاۃ و غیرہ دیگر کتب مبسوطہ میں درج ہے ہر مسلمان کو اپنا ایمان لانا لازم ہے یہ اسما اپنے ظاہری معنی پر بال تشبیہ و تمثیل کے رکھی جاویں کسی طرح کا اعتراض یا کچھ تاویل و اکاد و کھی بیشی انہین نہ کرنی چاہیے کیونکہ یہ امر توفیقی ہے خداے پاک کا جو اسم و وصف شائع سے منقول ہے فقط وہی چاہے القبول ہے رائے و اجتہاد سے کسی چیز کا قیاس اون پر درست نہیں ہے۔

فصل

منجملہ اون صفات کے جن کو پروردگار نے اپنی ذات کی واسطے ثابت کیا ہے اور جو

منصوص قرآن مجید میں یہ بھی صفت ہے کہ ساتون آسمان کے پرے عرش مجید
 اللہ پاک مستقر و مستوی ہے قرآن مجید میں سات جگہ اسکا بیان آیا ہے اور
 احادیث متکاثرہ سے بھی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے اسدِ واسطے محدثین
 و راہنہ میں فی العلم کا اسپر ایمان و اذعان ہے تشبیہ سے بچنے کے لئے مختصر کلمہ
 لیس کلمہ شئی اور چھوٹا سا جملہ لم یکن کہ کفوا احدا کفایت کرتا ہے یا انہم
 بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی فوقیت و علو کل خلق پر اور عالم فانی سے اسکی علی کی
 جو شخص تسلیم نہ کرے وہ رو کر ضیو الا ہے قرآن و حدیث کا اعاذنا اللہ من ذلک
 اقام مالک کہتے ہیں کہ اللہ اپنی ذات سے تو بالاسے آسمان ہے اور علم اسکا ہر
 مکان میں ہے امام شافعی نے کہا کہ خلافت حضرت ابو بکر اسواسطے حق ہے کہ حق
 اسکا علم آسمان پر سے دیکھا ہے۔ ابن مبارک نے کہا کہ ہم اپنے پروردگار کو
 ساتون آسمان کے اوپر تمام خلق سے جدا جانتے۔ اور جو مقولہ جمیعہ کا ہے کہ خدا
 ذات بیان ہے یعنی زمین پر تعالیٰ اللہ عن ذلک ہم اسکے معتقد و قائل نہیں
ف اجل صفات الہیہ سے حیات۔ علم۔ قدرت۔ قوت۔ عزت۔ جلال مجید
 جبروت۔ کبریا۔ عظمت۔ مشیت۔ ارادہ۔ سمع۔ بصر۔ رویت۔ کلام
 قول۔ وحی۔ اور پردہ کے آڑ سے بات کرنا۔ اور بعض مرسلین و ملائکہ و اولیاء
 عباد مقربین کو اپنا کلام سنا دینا۔ اور وعدہ۔ وعید۔ ترغیب۔ ترہیب۔
 خلق۔ امر۔ شہادت و غیب۔ اور تقدس ہر نقصان و عیب سے ہے
 اسکے سوا۔ وجہ۔ یدین۔ نفس۔ عین۔ ذات۔ شخص۔ مرد۔ صورت۔
 یمین۔ کف۔ حثیات۔ اصبع۔ ساعد۔ ذراع۔ صدر۔ ساق۔ قوم
 برجل۔ جنب۔ روح۔ رحم۔ ظل۔ علو۔ مشیت۔ مرصاد۔ دنو
 قرب۔ اتیان۔ نزول۔ ہرولہ۔ و طاءہ بوج۔ نفس۔ ضحک۔ عجب۔ فرج

تبشیش - نظر - غیرت - ملال - استیحا - استہزار - خدایت - مکر - فراغ
 تردد - فضل - رحمت - محبت - رضا - غصہ - غضب - عداوت -
 ولایت - اختیار - صبر - اعادہ خلق - محاضره - مصافحہ - اطلاع - اشراف
 عندیت - تقلیب قلوب - علم غیب - ذکر خلق - اور ہر روز نئی نشان میں
 اور جو کچھ کہ اسکے ماوراء آیات قرآنی سے واضح طور پر ثابت ہیں یا احادیث
 حسنہ و صحیحہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیت مندرج و وارد ہیں وہ سب اسکا
 حسنی و صفات جلیلہ سے معدود ہیں بعض اوصاف بعض احادیث میں معین
 المراد ہیں اور بعض محتمل المعنی ہیں **تنبیہ** صفات ذاتیہ اللہ عزوجل
 کے تعلقات باعتبار کثرت اشخاص و افراد متعلق بہا کے اگرچہ سچی و حساب ہیں
 مگر اس کثرت اضافات سے کسی صفت ذاتی میں تکثر نہیں ہوا بلکہ اوغین سے
 ہر واحد ذات کی مانند واحد بالذات ہے۔

فصل

اجماع کیا ہے جملہ الحق و توحید نے اس بات پر کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر رات میں
 آسمان و دنیا پر نزول فرمایا کرتا ہے اور نزول اوسکا مخلوق کے نزول سے کسی
 قسم کی مشابہت و مناسبت نہیں رکھتا ہے نہ اوسکی اصل کیفیت ہمیں معلوم
 اور نہ اوسکی تشبیہ کسی چیز کے ساتھ ہم دے سکتے ہیں کیونکہ رسول خدا صلعم نے
 اوسکی کیفیت ہمیں نہیں بتلائی فقط اسبقہ فرمایا ہے کہ اللہ پاک ہر شب کو
 آسمان و دنیا پر نزول فرماتا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ
 یہ کہا کہ آج کے روز نزول فرمایا کرتا ہے اللہ پاک آسمان و دنیا پر لوگوں نے
 کہا کہ گوشتے دن حضرت ام سلمہ نے جواب دیا کہ عرفہ کے روز اور حدیث ثابۃ
 میں وارد ہے کہ نزول کرتا ہے اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو آسمان و دنیا پر رات

سے لیکر آخر دن تک صابونی نے رسالہ عقائد میں اپنی سند سے ان روایتوں کو
 لکھا ہے اور اس صفت کے ثبوت میں تقریر مبسوط کی ہے۔

فصل

عقائد متفق علیہا سے یہ بھی اعتقاد ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مشکل ایسے کلام سے ہمیشہ
 رہا ہے جو فہم و سماعت اور کتابت و قرارت میں آیا کیا قرآن مجید کتاب اللہ و
 کلام الہی اور وحی و تنزیل سماوی ہے حفاظ قرآن کو جو چیز یاد ہے اور اوسکا
 پڑھنے والا جس شے کو پڑھتا ہے اور سامعین کے کان میں جو کلمات پہنچتے ہیں وہ سب
 حقیقت میں اللہ ہی کا کلام ہے جس چیز پر اوسکی کتابت کرین خواہ وہ لڑکوں کی
 تختی ہو یا کوئی کتاب اور عالم کے قطعات ارض و سماوات سے جہاں کہیں اوسکی
 قرارت ہو بہر حال وہ کلام پاک ذوالجلال ہے خدا کا کلام اوسکے واسطے صفت ازلی
 ہے مخلوق نہیں ہے اور وہی دلو کو ضبط و محفوظ اور زبانوں پر عندالقرارت متلو
 کتابوں میں مرقوم اور سامعہ و باصرہ کو مسموع و مشاہد ہوتا ہے جو شخص خدا کے
 کلام کو مخلوق بتا دے اہلسنت کے نزدیک وہ کافر ہے قرآن کی ابتدا اوتہا و انزل
 اللہ ہی کی جانب سے ہیں عربی زبان میں محمد رسول اللہ صلعم پر حضرت جبریل
 کے واسطے سے وہ نازل ہوا ہے ہر نیک و بد کے لئے خوشخبری اور دہمکی اوسمیں
 درج ہے حضرت نے تمام و کمال قرآن بلا زیادت و نقصان اپنی امت کے حوالہ
 فرمایا لکھنے پڑھنے میں بنفسہ کلام خدا تعالیٰ مکتوب اور مرقوم و مسموع ہوتا ہے
 نہیں کہ اوسکی نقل و حکایت کی کتابت و تلاوت ہوتی ہے حرف و صوت کا ہونا
 بھی کلام الہی میں خود قرآن و حدیث سے اس طرح ثابت ہے جسکا انکار کوئی مسلمان
 نہیں کر سکتا ہے جو شخص اسکے سوا اور طریقہ اختیار کرے وہ سنت کا تارک و
 مبتدع ہے متکلمین اشاعہ وغیرہم کے کلام میں جو کلام نفسی کو بالخصوص صفت

ازلی ٹھہرایا ہے قرآن و حدیث میں اسکا کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔

فصل

خداے عزوجل واجب الوجود ہے اور کل کالات و صفات حمد سے موصوف
زوال و فنا سے مقدس اور ہر طرح کے نقصان سے مبرا ہے تمام مخلوق کا وہی
اکیلا پیدا کر نیوالا ہے جمیع معلومات سے آگاہ ہے ممکنات سے کوئی فردا کے
قبضہ قدرت سے خارج نہیں اور نہ موجودات سے کوئی شے اس کے بلا عزم
وارادہ کے واقع شتوا نہیں ہے وجوب وجود اور استحقاق عبادت والوہیت
اور وصف خلق و تدبیر وغیرہ میں کوئی اسکا شریک و ہمیم نہیں ہے فقط وہی
ایک ذات متحق عبادت و رازق عباد ہے اور وہی شفا بخش ہر بیمار و واقع جملہ
مضارب ہے نہ خود کسی میں طول کرتا ہے اور نہ دوسرا اس میں حلول کر سکے نہ وہ
کسی سے متحد ہو اور نہ دوسرا اس سے مل سکے حدوث و تجدد کسی طرح اس میں
نہیں پایا جاتا ہے ذات و صفات میں بمثل و یگانہ ہے یکتائی و استغنائی
کامل اسکی حاصل ہے نہ کوئی اسکا جنا ہے اور نہ اسکو کسی نے جنا ہے
ذات و صفات میں اسکا کوئی ہمتا نہیں ہے جہل و کذب سے بری ہر فرد
و حدیث میں صفات الہیہ جو واروہ میں اس کے بارہ میں چھان بین کرنا عیت

فصل

مند مومہ ہے۔

اہل ایمان کیلئے عقیقی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہونا آیات قرآن سے ثابت ہے
اور احادیث صحیحہ متواترہ میں اسطورہ سے واروہ ہے کہ تم لوگ دیکھو گے بیشک
اپنے رب کو جس طرح کہ دیکھتے ہو تم چاند کو لیلۃ البدر میں یعنی جبکہ وہ کامل ہو جاتا
اور خفا اور اشتباہ اس کے دیکھنے میں کسی طرح باقی نہیں رہتا صالحہ الہی نے کہا
کہ مقصود رسول خدا صلعم کا اس تشبیہ سے ذات پروردگار کی تمثیل چاند

نہیں ہے بلکہ فقط اوسکے دیدار کی تمثیل ہے رویت قمر لیلۃ البدر سے انتہی میں
 کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا دوسرے پر ہو سکتا ہے اول اوسکا ظہور و انکشاف
 کامل طور پر ہونا جسکے مقابلہ میں تصدیق ایمانی و ایمان بالغیب بھی بے اصل
 ولایت ثابت ہوگا۔ معتزلہ کا مسلک مختار یہی ہے اور فی نفسہ حق بھی ہے مگر خطا
 اونکی اسباب میں حصر کر دینا رویت کا ہے اسی معنی میں دوسرا طریقہ رویت اللہ
 تعالیٰ کا متعدد و صورتوں میں دیکھنا ہے جسپر احادیث کثیرہ والہین اور یہی ہے
 قوسی ہے الغرض اللہ کو ایمان والے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اسکی صورت
 اور رنگ کے دیکھنے کے چنانچہ فرمایا آنحضرت صلی علیہ وسلم نے دیکھا میں نے اپنے رب کو
 اچھی صورت میں اور جب طرح خواب میں یہاں اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اسی
 طرح حقیقی میں اوسکا دیدار مشافہتہ ہوگا اور اگر مقصود شایع ان دو صورتوں
 کے سوا اور کچھ معنی رویت کے ہیں تو اوسی پر ہمارا ایمان ہے اگرچہ بعینہ
 اسوقت تک سمجھنے اور سکون نہ سمجھا ہو ۛ

فصل

ہر نیکی بدی اور طاعت و معصیت اور ایمان و کفر اللہ ہی کے خلق و ارادہ سے
 ظاہر ہوتا ہے اوسکے بلا عزیم و ایجاد کوئی شے خیر ہو یا شر وقوع نہیں پاتی اتنا
 فرق البتہ ہے کہ ایمان و طاعت سے اللہ خوش ہو و راضی ہے اور کفر و معاصی سے
 خفا و ناخوش **تنبیہ** ہر باوجودیکہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر خیر و شر کا
 وجود اللہ ہی کی قضا و قدر اور اوسیکے ایجاد و امر سے ہے مگر یہ ادب محض شر
 و بدی کو اللہ کی جانب منسوب نہیں کرتے ہیں کیونکہ اس میں ایہام و رائیجہ طعن
 و الزام کا اوسکی ذات عالی سمات کی نسبت متبادر رہتا ہے یہی سبب ہے کہ
 رسول خدا صلی علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے الخیر فی یدایک و الشریس الیک

یعنی بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے اور بھلائی سے تو بری ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ سے قرآن مجید میں یہ ماثور ہے و اذا مرضت فهو يشفين یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں تو خدا ہی مجھ کو شفا عطا کرتا ہے بیماری چونکہ سبب اذیت و کلفت تھی اس کو حضرت ابراہیمؑ نے نا و با اپنی ہی طرف نسبت کیا اور شفا کو فعل خدا بتایا حالانکہ واقع میں مرض و شفا دونوں بدست خدا ہیں گناہگر چہ نبی و خدا حافظ ہوں تو ورطیق ادب کو شوش و گونا گونا گوست

فصل

خدا تعالیٰ تمام عالم سے غنی و بے پروا ہے اپنی ذات و صفات میں کسی جہت سے کسی شخص و سبب کا محتاج نہیں ہے اور نہ کیا حکوم و تابع ہے۔ ہر امر میں ہی سب پر غالب ہے جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے اور جس امر کا ارادہ کرتا ہے اس کا حکم جاری کر دیتا ہے اللہ پر کسی کے لازم و واجب کرنے سے کوئی فعل لا بہ نہیں ہوتا مان جس چیز کا وعدہ وہ کر لیتا ہے اپنے لطف و کرم سے اس کا ایفا البتہ ضرور دیتا ہے کیونکہ اللہ سے بڑھ کر سچا کوئی نہیں ہے اللہ کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور نہ معاملات جزئیہ میں لطف و اصلح کا پاس اور سپر لازم ہوتا ہے کوئی فعل خدا سے پاک کا قبیح نہیں ہے اور نہ خلاف حق و انصاف اس کا کوئی حکم نامہ ہے اس کی ہر ایجاد و ارشاد میں حکمت پائی جاتی ہے سوا اسکے کہ اس کی ہر بات میں حسن و قبح عقل کی روشنی نہیں ہے اور اس کی مثل اس میں نہیں ملے گی اور نہ اس کی اوپر تقسیم ثواب و عذاب کی ہونی بھی تابع عقل نہیں ہے بلکہ یہ اللہ ہی کے حکم و مقدور اور اس کی تشریح و ارشاد پر موقوف ہیں

فصل

فرشتے بھی اللہ کی ایک مخلوق ہیں مختلفہ المراتب مقرب غیر مقرب آسمانی

زمینی اور ہر ایک کے متعلق ایک ایک خدمت ہے بعض ملائکہ بندوں کے اعمال
لکھتے ہیں اور بعضے کو کوئی حفاظت اسباب ہلاکت سے کرنے ہیں بعض کے
متعلق مخلوق کے دلمین خیر و نیکی کا التفکر نا ہے جس طرح کہ برے خیالات بنی
آدم کے دلوں میں شیاطین ڈالا کرتے ہیں ہر فرشتہ کی واسطے من جانب اللہ
ایک مرتبہ علیحدہ مقرر ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتا ہر ایک تحصیل حکام
پر ہمیشہ مستقر کرتے رہتا ہے عصیان و خلاف کے نام سے بھی سکیو آگاہی نہیں ہے

فصل

جملہ مقدرات قلیل و کثیر نیک و بد اور تلخ و شیرین اللہ ہی کے حکم و تقدیر سے
واقع ہیں کوئی شے تقدیر کی رافع نہیں اور نہ اوس سے بچنے کی کوئی تدبیر ہے
ہر شخص کو وہی بات پیش آتی ہے جو نوشتہ پیشانی ہے تمام خلق فرضاً متفق
اس امر پر ہوں کہ کوشش کر کے کچھ منفعت کسکو پہنچا دین جو اس کے مقدرمین اللہ
نے نہیں لکھی تو کامیابی اونکو کسی طرح سے ممکن نہ ہوگی اور اگر ایسے ہی کسی کا
ضرر سب ملکہ خلاف تقدیر چاہینگے ہرگز اونکے کرنے سے بال تک بیکار نہ ہوگا اللہ تعالیٰ
جو تکلیف و ضرر اپنی مشیت و ارادہ سے بندہ پر بھیجتا ہے اوسکا دفع کرنا والا
اللہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا اور جسکی بہبود و بہتری وہ چاہتا ہے اوسکا
رو کر دینا بھی کیسے ہاتھ میں نہیں رہتا

فصل

ایہ سلف الہدایت کا اسپر اجماع ہے کہ آنحضرت صلعم ایک شب مع جسد اطہر و روح
سبارک کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتون آسمانوں تک کے
سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا اور صبح صادق سے پیشتر مکہ معظمہ میں واپس آگئے اسکے
خلاف جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ محاراج کا قصہ خواب کا واقعہ ہے سیر حجابی نہیں تھا

وہ کافر گمراہ ہے کیونکہ معراج کا بیان بطور تواتر منقول ہے اور ہمیں شک کس طرح نہیں ہو سکتا احادیث صحیحہ جو اہل نقل و فضل کے نزدیک مقبول و مسلم ہیں اس پر شاہد ہیں ظاہر حدیث صحیح اگر اور ہمیں کس طرح کی توجیہ و تاویل نیکجاوے لے سکے مفید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم المعراج میں مشرف بدیدار پروردگار ہوئے ہیں چونکہ اس مقدمہ میں قیل و قال کا کرنا بدعت ہے اس لیے کسی سے بحث اس بارہ میں ہمیں بھی منظور نہیں روایت کا منکر اللہ و رسول کا خلاف کرنا والا یہ احادیث اللہ منک

فصل

اجسام و نبوی کا احاد و عقبی میں ارواح کے ساتھ دلائل واضح کتاب و سنت سے ظاہر ہے آخرت میں ہر شخص کا بدن عرف و شرع کی رو سے وہی ہوگا جو دنیا میں تھا اگرچہ ہمیشہ اتنی ہی مقدار طول و عرض میں کچھ کمی بیشی کیونکہ آجاوے مرنے کے بعد ہر شخص کا قبر سے اوٹھنا برحق ہے قیامت کے شہادت و واقعات مہیب جنگی خبر اللہ و رسول نے دی ہے جس طرح بندہ و نکالے علی اختلاف المراتب اذیت و تکلیف اوٹھانا اور واسطے بائیں ہاتھوں میں نامہ اعمال کا تقسیم ہونا اور ذرہ برابر بدنگی نیکی بدی اور نین مرقوم پانا اور وزن اعمال و عبور صراط اور حساب و کتاب و سوال و جواب اور ہر عمل کی جزا و سزا ملنا وغیرہ فلک جن جن زلازل و فتن اور آلام و محن کا وقوع حشر کے روز بتلایا گیا ہے سب شدنی اور سچ ہیں *

فصل

اہل سنت کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اولیٰ خدا کے حکم سے قیامت میں کل اہل محشر متقین و فاسقین اور کفار و مشرکین کی واسطے عام ہوگی جس کے سبب نہایت کرب و بیچینی سے لوگوں کو تخفیف و افاقہ ہوگا۔ اور شفاعت ثانیہ خاصۃً مسوئین و مرتکبین کیلئے ہے کہ ان کے لئے جہنم سے نکالنے کی غرض سے ہوگی جبکہ وہ اگلے

جلکہ کو لے بیٹھے ہوں گے رسول خدا صلی علیہ وسلم ہی سب سے پہلے شفاعت کو کھڑے ہوں گے اور آپ ہی کی شفاعت پر قبولیت کا اثر سب سے پیشتر دکھلائی دے گا قرآن مجید میں جہان شفاعت کی نفی آئی ہے اوس سے مراد بدون مشیت و رضا اور بغیر حکم خدا کا واقع ہو جانا ہے چنانچہ فرمایا اللہ پاک نے لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا بِأُذُنِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ وَقَالَ صَوَابًا أَيْ لَا يَتَكَلَّمُونَ بِشَيْءٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ مگر وہ لوگ کہ اؤ اللہ کا حکم ہو جاوے گا اور کہیں گے بہتر بات اس شفاعت پانیکا مستحق وہی شخص ہے جو دل سے باخلاص تمام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتا تھا تو حید پر ثابت قدم اور شرک سے متفرق رہتا تھا اسپر بھی ایمان لانا چاہیے کہ اہل ایمان و توحید کا ایک گروہ بلا حساب و کتاب کے جنت کی راہ لے گا دوسرا گروہ کچھ خفیف سا حساب سمجھا کر بلا تکلیف و عذاب پائے کے بہشت میں جگہ پالیکا تیسرا فرقہ گنہگار و سنگا جہنم میں جا کر مختلف عذاب اٹھا کر نجات پاوے گا اور داخل ہو کے سابقین سے ملحق ہو جائیگا غرض کہ کوئی ایمان والا جہنم میں ہمیشہ مقیم نہ رہے گا انہیں سے ہر ایک کو اول یا آخر میں اللہ پاک بالضرور جنت پہنچا دیگا بخلاف کفار کے کہ وہ ہمیشہ آگ میں پڑے رہیں گے صورت خلاص کی ایدہ بالا تذکرہ نہ کیجئے نفی اللہ

فصل

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی علیہ وسلم کو جناب الہی سے ایک حوض کوثر ملا عطا ہوا ہے امت مرحومہ یعنی اہل اسلام کا اوسپر گزرے ہوگا پانی اوس حوض کا جو وہ سے بڑھ کر سفید شہد سے زائد میٹھا ہے ایک بار جسکو وہ میسر ہوگا کبھی تکلیف پیاس کی اوسے نہوگی مومنین مخلصین کو قبر میں آرام کا ملنا اور کفار و منافقین کو عذاب میں رہنا بھی ضروری امر ہے اسبطرح منکر و نکیر سے سوال جواب کا ہونا بھی درست و صحیح ہے اسباب میں کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ جانا تجکو جانب پرور

وہاں کون تیرا دگا رہے جب قبر تیرے واسطے محل خواب ہو ملائکہ سے کیا سوال و
 جواب ہو۔ مقاماتِ حسیہ میں کیا خوب فقرہ لکھا ہے و الی اللہ مصیرک فمن
 نصیرک و فی القبر مہملک فما قلیک بہشت و دوزخ کا وجود برحق ہے آیات
 و احادیث کثیرہ اس پر ناطق ہیں یہ دونوں فی الحال باوجود خدا موجود ہیں بہت سے
 اول سے اسکا ثبوت ہے انکے واسطے فنا و عدم نہیں ہے کیونکہ بغیر من بقا اللہ تعالیٰ
 نے اونہیں بنایا ہے صاف طور پر کسی آیت و حدیث سے یہ نہیں معلوم ہوتا
 کہ جنت و نار بالفعل کہاں ہیں زمین کے نیچے ہیں یا بالاسے آسمان بلکہ جہاں
 اونکا رکھنا خدا نے چاہا وہیں ہیں عوالم و مخلوق الہی کا عالم فصیلی جہیں نہیں جو
 اونکا پتہ ہم بتاویں مانگتے ہیں ہم اللہ سے بہشت برین مع اعلیٰ درجات کے
 اور پناہ چاہتے ہیں دوزخ اور اس کے کل درجات سے اہل جنت جنت سے خارج
 کبھی نہ کئے جاویں گے اور اس طرح اصلی دوزخی جو دوزخ کی واسطے پیدا ہوئے ہیں
 ابد الابد اوسے یا ہر نہ کئے جاویں گے جہنم سے جس وقت کل اہل اسلام رہا ہو جائیگا
 اور سوا کفار کے کوئی مومن اوس میں باقی نہ رہیگا اوس وقت ایک منادی یہ ندا کریگا
 کہ اے اہل جنت ہمیشگی کا قیام ہے موت کا نام نہیں اور اے اہل جہنم اب خلود
 کبھی موت نہ آویگی یہ بات حدیث صحیح میں آئی ہے مسلمان مرتکب کبائر کو جہنم
 خلود نہ ہوگا اگرچہ بلا توبہ کئے مر گیا ہو اور بطور خرق عادت ہر طرح کے عذاب سے
 اوسکو معافی ملنا بھی ممکن ہے کیونکہ دنیا و عقبی میں اللہ تعالیٰ کے افعال و موطن
 کے ہیں ایک تو وہ جو بطریق عادت سر و جہ کثیر الوقوع اور عام طور پر واقع ہوتے ہیں
 دوم طرز خاص قلیل الوجود خرق عادت و خلاف متعارف و صاحب کبیرہ کو
 نجات کلی ملنا بغیر توبہ کے طریق دوم سے معدود ہے اس بارہ میں تنظر لازم
 جن نصوص کے باہم ذکر تعارض معلوم ہوتا ہے ہماری اس تقریر سے رفع ہو گیا

فصل

خلق کے پاس اللہ نے رسولوں کو اس غرض سے بھیجا تا کہ خلقت کو کوئی عذر تحت
 اللہ کے پاس باقی نہ رہے جو اوامر و نواہی رسولوں کی معرفت خدا سے بند و کفایت
 وہ تمام ہا راست و برحق ہیں رسولوں کو بچہ فضیلت دوسروں پر فوقیت
 یہ فضیلتیں سوار رسولوں کے اور کسی شخص میں جمع نہیں ہوتیں اول
 صد و معجزوں کا وہم طبیعت کی سلامتی اور مزاج کا اعتدال سوم خلاق کی
 پاکیزگی اور چال و چلن کی خوبی چہارم کفر و کبائر اور اصرار علی الصغائر سے انکی
 عصمت و محفوظی گنا ہونے سے **ف** رسولوں کا حفظ من جانب اللہ تین طرح سے
 ہوتا ہے اول انکی خلقت و فطرت نہایت لطیف و پاکیزہ اور مزاج ازلیس
 و سنجیدہ ہوتا ہے اسلئے عصمت کے ارتکاب سے انکی سرشت مزاحم و مانع
 رہتی ہے ثانیاً یہ ریعہ وحی الہی طاعات و حسنات کی خوبیاں اور معاصی و شقا
 کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جاتی ہیں خوف و خشیت الہی کے سبب گناہ کی طرف
 رغبت نہیں کر سکتے ثالثاً من جانب اللہ انکے واسطے کوئی ضعیفی لطیفہ پیدا ہوا
 ہے جو معاصی سے انکو بچا لیتا ہے جیسا واقعہ حضرت یوسف کو پیش آیا تھا
 چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد هممت بہ و ہم یحلموا لان سر ایدھان

س بلکہ کذلک لنصرف عنہ السوء و الفحشاء انہ من عبادنا المخلصین
 یعنی بیشک قصد کیا تھا عورت نے یوسف کا اور قصد کیا تھا یوسف نے عورت کا
 اگر نہ ہوتا دیکھنا یوسف کا برہان رب اپنے کو یہ واقعہ اسلئے ہوا کہ پھر دین ہم
 یوسف سے برائی اور جیسا حق کو کیونکہ یوسف ہمارے برگزیدہ بند و شہسوار ہے۔
ف المحدث کے عقائد سے یہ بھی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم خدا تعالیٰ کی
 تمام مخلوقات سے نائے جلیل القدر اور بہتر و بڑھکر ہیں آپ کی ذات پر نبوت

ختم ہو چکی اب قیامت تک کوئی سچا نبی نہ ہوگا آپ کی شریعت سب کی واسطے عام ہے
 جملہ جنات و انسانوں پر تعمیل و اتباع محمد رسول اللہ فرض و لازم ہے رسول خدا
 صلعم سید الانبیاء خاتم الرسل ہیں بوجہ عموم بعثت و دیگر فضائل مختصہ کے جو آپ کی
 ذات عالی میں مجتمع ہیں تفصیل فضائل آنحضرت صلعم میں محدثین کی جماعت نے
 عمدہ عمدہ کتابیں لکھی ہیں جیسے شفاء قاضی عیاض۔ خصائص کبریٰ للسیوطی
 مواہب اللہ النبہ للعسقلانی۔ مدارج النبوة للشیخ عبدالحق الدہلوی رح۔

فصل

کرامت اولیاء اللہ کی برحق ہے خداے پاک اپنے نیک بندوں سے جسکی عورت
 چاہتا ہے بمقتضائے رحمت اوسکو کرامت عطا فرمادیتا ہے۔ عرف شرع میں ولی
 وہ شخص ہے جسکو ذات و صفات پروردگار کی معرفت حاصل ہوا ایمان و اخلاص
 کی حقیقت معلوم ہو۔ عالم کتاب و سنت ہو یا نبی احکام شریعت ظاہرًا و باطنًا ہو
 تحریف لفظی و معنوی کو آیت و حدیث میں روانہ رکھتا ہو معتقد بدعات و اعمال
 منکرات نہ ہو جو لوگ متصف بہین کمالات ہونگے اونسے جو امر خارق عادت صادر
 ہوگا اوسکو کرامت کہیں گے سلف امت و ائمہ سلف کا یہی اعتقاد رہا ہے اور جو تصرف
 و خرق عادت خدا کے دشمنوں شیطان کے دوستوں سے صادر و مشاہد ہو اوسکو
 کرامت نہ کہیں گے کیونکہ وہ تو اونسکے واسطے دنیا میں حاجت روائی اور کفر و شر کے
 الہی ہے اور عاقبت میں باعث عقوبت و تباہی ہے اولیاء اللہ کی شناخت
 کوئی معین قاعدہ اور علامت ظاہر و خاص از قسم وضع و لباس یا کسی کھانے
 پینے چیز کی خصوصیت و امتیاز یا اونسکے گھر کا کوئی خاص انداز یا علوم و فنون
 متداولہ سے علم و فن معین کا اکتساب یا کسی ظاہری و باطنی طرز کا اختصا صریح
 صاحبین سے نہیں ہے کیونکہ اولیاء اللہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

ہر فرقہ و طبقہ میں باستثنائے فساق و مبتدعین کے موجود ہوتے ہیں کہیں
اصحابِ حدیث و قرآن ہیں اور کہیں مجاہد بلسان و لسان ہیں کہیں وغل
ارباب تجارت و صنعت ہیں اور کہیں مشغول بہ مزدوری و زراعت ہیں
باقی رہا اولیاء کو صوفی یا مشائخ و فقہر اکہنا سو یہ عرف جدید ہے سلف سے کوئی
لفظ و نام ان کا منقول نہیں ہے بلکہ کاظم صنعت و حرفہ ان لوگوں کے جو آدمی
زائد متقی و زاہد ہو گا خدا کے نزدیک قبولیت و عزت اور سبکی زیادہ ہوگی اور
جو دو شخص باہم و گر ملہارت و تقویٰ میں برابر ہوں گے اللہ کے یہاں بھی
دونوں کا کیساں ہو گا علامت اولیاء کی قرآن و حدیث کا اتباع کرنا ہے جملہ اعمال
و عقائد میں چھوٹے ہوں یا جیسے کم ہوں یا زائد مگر با اینہم ولایت کے لئے
عصمت شرط نہیں ہے اولیاء کے و لوہین جو خیالات و خطرات آتے ہیں اور عمل کرنا
بدون مطابقت کتاب و سنت کے نہیں چاہئے اس پر اتفاق ہے کل اولیاء کا
اس کے خلاف جو چلے وہ ولایت سے بالکل بے بہرہ ہے اسلام اور ایمان اور احسان
فرق کے باب میں فقط حدیث جبریل علیہ السلام کی سند کافی ہے اس کے بموجب
اقرار شہادتین و کلمہ طیبہ اور اعمالِ صالحہ کا نام اسلام ہے اور ذاتی تصدیق
و اذعان کا نام ایمان ہے اور باطنی اخلاص جو صداقت زبان کے ساتھ
وہ احسان ہے اس کے و ما جو کچھ علما و فقہاء سے اس بارہ میں تشریح زائد
لکھی ہے یا استنباط اولہ مختلف ہے کیا ہے وہ امر حقی و وجدانی ہے نہ تحقیقی و قرآنی

فصل

اہل اسلام باجماع اس کے معتقد ہیں کہ قبل از قیام قیامت بالفرض وہ تجال خرمج
اوسی طور پر رسول خدا صلعم نے خبر دی ہے اوس زمانہ میں آسمان چار
مشرق میں علی بن ابی طالب و السلام سفید منارہ مشرقی شہر و مشرق پر نور

اور دروازہ لہ پر جو دمشق کے پورب رخ ہے وصال کو قتل کرینگے۔ لہ نام ہے
ایک جگہ کا ملک شام میں جو تھمینا رملہ سے دو میل کے قریب ہے۔ الحمد للہ کا اعتقاد
اس پر بھی ہے کہ ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جب قبض روح کے
قصد سے آئے تو اوکو ایک طمانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس زور سے مارا کہ اوکو
ایک آنکھ جاتی رہی اللہ پاک نے اپنی قدرت سے اوکی آنکھ اٹھی کر دی کیونکہ
آنحضرت صلعم سے بروایت صحیح یہ مروی ہے سوائے بدعتی اور گمراہ کے جو مخالف
وین خدا ہیں کوئی مومن خالص اسکا منکر نہ ہوگا اور آپ بھی ایمان ہے کہ وجود
موت کا برحق ہے موت بہشت و دوزخ کے بھیجین ذبح کی جائیگی ۔

قصہ

ذکر

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کیفیت مال و انجام ہر شخص کا مجہول ہے یہ کوئی نہیں جانتا
کہ خاتمہ کیا کس طرح ہوگا اور کسی آدمی کو بہشتی یا دوزخی ہم نہیں کہہ سکتے
اس واسطے کہ کسی کے انجام کار سے ہم واقف نہیں ہیں ۔ مگر مستوری ہستی
ہمہ بر خاتمہ ست ہر کس نہانہ کہ آخریچہ حالت گذرہ ۔ حدیث صحیح میں آیا ہے
کہ آدمی تمام عمر اعمال حسنہ بہشتیوں کی طرح کیا کرتا ہے حتیٰ کہ بہشت اور اس کے
درمیان میں بقدر ایک ہاتھ کے فاصلہ باقی رہتا ہے کہ اسکا نوشتہ تقدیر چھو جائے
ہے دفعۃً غالب آجاتا ہے اور قریب مرگ ایسے کام کرنے لگتا ہے جو جہنم میں
لجائینگے اور اس طرح بعض آدمی دوزخیوں کے اعمال کیا کرتے ہیں تا آنکہ
اونہیں اور دوزخ میں ایک ہی ہاتھ کی فصل رہ جاتی ہے کہ خط تقدیر
بہشتی ہونیکا اپنا رنگ جاتا ہے اسکے سبب تھوڑی نیکیوں کی بدولت جنت
میں بلا کلفت داخل ہو جاتا ہے اسی خاتمہ کی حالت پر خطر کی ۔ و سے لڑائی
اسنے کو انا مومن النساء اللہ کہہ سکتا ہے یعنی میں ایمان دار ہوں بشرطیکہ

خدا چاہے والا اسکا کہنا بطور شک کے نہیں چاہیے، خاتمہ جس شخص کا اسلام پر معلوم
 اوسیکے واسطے مسلمان اسقدر گواہی دے سکتے ہیں کہ جلد سی یا دیر میں اوسکا
 پہنچنا جنت میں آخر الامر ضرور ہے اور انہیں سے جسکی تقدیر میں اعمال شنیعہ
 عوض جہنم تو بہ کی نوبت نہیں آئی عذاب کا پانا لکھا ہے وہ مدت عذاب کو
 آگ میں پورا کر کے آخر بہشت میں پہنچ جائیگے حتیٰ کہ اللہ پاک اپنے فضل و کرم
 سے کفار کے سوا کسی کو اہل ایمان سے دوزخ میں باقی نہ رکھیکا اور جس آدمی
 موت کفر پر ہوگی اوسکا ٹھکانا جہنم کے سوا کہیں نہ ہوگا نہ اوسکو کبھی نجات ملےگی
 اور نہ مدت عذاب کی کوئی حد و نہایت ہوگی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو
 بالخصوص افضل امت یا جنتی ہونکی اونکے لئے شہادت دی ہے جیسے عشرہ
 مبشرہ اور حضرت فاطمہ و حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ اور امام حسن و امام حسین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم اونکے بہتر و بہشتی ہونے کے ہم بھی گواہی دے سکیں گے
 کیونکہ یہ متضمن ہے تصدیق خبر و وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عظمت و وقار کا ان
 لوگوں کے اعتراف و اقرار ہمیں کرنا چاہیے اسلئے کہ دین و اسلام میں انکا بڑا
 رتبہ اور مقام ہے اور یہی حال ہے اہل بدر و اہل بیعتہ الرضوان کا الحاصل جبکہ آنحضرت
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی شہادت دی ہے اور اس باعث سے ہم بھی اونکے
 بہشتی ہونے پر گواہی دیتے ہیں اونکے ماوراء اور اشخاص کے لئے جنتی ہونیکا
 حکم ہم نہیں دے سکتے ہیں بلکہ عام طور پر اچھے لوگوں کے واسطے بہتری کی
 امید اور بدکاروں کے لئے خطر کا خطرہ رکھتے ہیں اور حقیقت کیفیت اللہ کے
 حوالہ کر لیں۔ اور مسئلہ بھی مسلمات سے ہے کہ سابقین اولین انصار و صحابہ
 متاخرین صحابہ و اخلاف مسلمین سے افضل و اشرف ہیں چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 لَنْ لَا يَسْتَقِي مُنْكَمُ الْفَقْرُ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتِلِ وَلَنْكَ اعْظَمُ

در ساجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا و کلا وعد اللہ لکم
یعنی برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے خرچ کیا ہے پہلے فتح ہونے کے
اور لڑائی کی ان لوگوں کا بڑا ورہ ہے اور اُن کے خزانے کیسے اور انہوں نے فتح
کے بعد اور اُسے پہن اور ہر ایک کیواسیٹے وعدہ کیا ہے اللہ نے جہان نیکا۔ باقی
رہی تفصیل فضیلت اولاد صحابہ کی صحیح اس بارہ میں یہ قاعدہ ہے کہ اولاد و انبیا
صحابہ کی فضیلت و نیر کی بموجب درجات حضرات صحابہ کے ہے اس کلیہ سے
حضرت فاطمہؓ کی اولاد فقط مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ بوجہ قرب قرابت
آنحضرت صلعم کے جمیع صحابہ کی اولاد سے بہتر و افضل ہیں رسول خدا صلعم
کی ذریت طیبہ و نیرت طاہرہ صرف اولاد فاطمہؓ نہ رہا ہے اور عند اللہ تعالیٰ
وہی شخص بہتر و اعلیٰ ہے جو زائد پر ہر گار و اتقی ہے۔

فصل

رسول خدا صلعم کے بعد کل امت محمدیہ سے افضل و اکمل حضرت کے اخلاص و سیرت
ایمانی بھائی ہجرت کے ساتھی یا رخا ابو بکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو
حیات سرور کائنات کے زمانہ میں وزیر اور وفات کے بعد جانشین و خلیفہ
باتدبیر ہوئے ان کے بعد مرتبہ حضرت ابو حفص فاروق عمر بن خطابؓ کا ہے جنہوں نے
اسلام کو عزت اور دین حق کو قوت اللہ نے دی۔ پھر فضیلت حضرت عثمان
ذوالنورینؓ کو ہے جنہوں نے قرآن کو متعدد جلد و نمین لکھوا کر اقطار زمین میں
بھیجا دیا اور انصاف و احسان کے ساتھ حکومت کے بعد ان کے رسول خدا صلعم کے
چچا زاد بھائی اور داماد حضرت ابوالحسن علی بن ابیطالبؓ کو سب پر فوقیت
و شرف ہے یہ چاروں صاحب خلفائے راشدین و ائمہ مہدیین ہیں ان کے
نبوی تمام ہوئی من بعد میری سلطنت و چوہا راج باقی را خلفائے راشدین کی

فضیلت ترتیبی سے یہ سرا نہیں ہوگا اول کو ثانی پر اور ثانی کو ثالث و ثالث کو رابع پر
 جمیع کمالات ذاتیہ و ملکات کسبہ میں فضیلت کلی حاصل ہے جبکہ یہ مقتضا طہر
 ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہو کہ جامع نسب و حسب اور شجاعت و قوت
 اور علم ظاہر و باطن و دیگر صناعات میں فرد کامل تھے ان سب میں بھی پہلے تنبیہ
 خلیفہ سے گھٹ جاوین معاذ اللہ عن ذلک بلکہ مقصود اس ترتیب سے اظہار نصرت
 و منفعت اسلام کی مقدار کا ہے جو ہر ایک کے عہد میں واقع ہوئی مثلاً حضرت
 ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے وقت میں جو دین حق کو قوت و شوکت عیناً
 حاصل ہوئی اور سلاطین مجوس و اہل کتاب و مشرکین نے سجدہ ذلت اوٹھائی وہ
 حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے عہد میں اسلام کا فائدہ نہوا۔ اس سلسلہ
 شیخین کو حضرت رسول خدا صلعم کا وزیر مطلق اور سردار امت کہا جاتا ہے کیونکہ
 ذات آنحضرت صلعم میں دو جہتیں موجود تھیں ایک نسبت اللہ سے لیضی کی
 دوم مخلوق کو دینے کی اس جہت و دوم میں شیخین کو آنحضرت صلعم کے ساتھ
 بھی مناسب و مہارت خاص تھی اور فرق مختلفہ بنی آدم کے جمیع و تالیف کا
 سلیقہ اور جنگی تدابیر میں جیسا بد طولی و ملکہ تھا وہ کسی صحابی کو تیرہ حاصل تھا۔

فصل

حضرات صحابہ و صحابیات کی توہین و بدی سے ہمیں اپنی زبانوں کا بہرہ و کنا لازم ہے
 کیونکہ وہ مجملہ ہم ہمارے مقتدا اور سردار و پیشوا ہیں اور ان کی بدی کرنا قطعاً حرام
 و گناہ کبیرہ ہے بلکہ بعض اہل علم نے اس کو کفر بتلایا ہے بدلیل اس آیت کے لیغیظ
 بہم الکفار یعنی تاکہ غصہ میں لاوے اللہ بسبب صحابہ کے کافر و نکو۔ اسکے
 موافق صحابہ پر غیظ کرنا اور اوروں نے بغض رکھنا کفار کا خاصہ ٹھہرا۔ اور یہ اس
 فی الواقع نہایت عمدہ اور واضح ہے صحابہ کی تعظیم کل افراد امت امیہ و غیر

و واجب ہے بموجب حکم خداے پاک و ارشاد رسول اللہ صلعم کے جو قرآن و حدیث میں درج ہیں فضائل و مناقب صحابہ میں جو احادیث صحیحہ وار و میں کتب معتمدہ حدیث میں وہ مرقوم ہیں انکار و جرح اوزیر کوئی ضال مضل مبتدع نہیں کر سکتا و من یضلل اللہ فما لہ من ہاد باقی رہا خلاف و شقاق باہمی صحابہ کا سوا و سکا تذکرہ ہمیں نہ کرنا چاہئے صحابہ کا عیب و ثواب ناگفتہ بہتر ہے اور اسطرح جمیع ازواج مطہرہ و الہدیت و ذریت طاہرہ رسول خدا صلعم کی بھی قدر و منزلت اور ان کے حقوق و فضائل کی معرفت ہمیں ضرور ہے حضرت کی ہر ایک بی بی کو ام المؤمنین جاننا اور سب کے واسطے اللہ دعا کرنا چاہئے

فصل

مہمیان اسلام و اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہنا چاہئے تا وقتیکہ اس کا ثبوت نہ ہو کہ وہ منکر ہے ذات صالح عالم یا او کے صناعات علم و قدرت و اختیار و غیرہ کا یا بعثت رسل اور بعثت و قیامت و غیرہ ضروریات دینیہ کو نہ ماننا ہو یا پرستش و عبادت اور وصف الوہیت و صفت ربوبیت عمل و اعتقاد و شرک ظاہر ہو عمدہ ارکان اسلام سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے یعنی حکم کرنا ساتھ بھلائی سکے اور اعمال بد سے منع کرنا جو مسلمان اس سے باز رہے وہ ناقص الایمان ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے میں یہ شرط ہے کہ فتنہ و شر او سپر قائم نہ ہوتا ہو اور قبول نصیحت کی امید اس سے ہو جس کو نصیحت کی جاوے۔ ایمان شرعی عبارت ہے قول اور عمل اور نیت دل سے اور کبھی ایمان کی تفسیر یوں کی جاتی ہے کہ ایمان نام ہے معرفت کا بڑھتا گھٹتا ہے صناعات و سننات سے ایمان کا کم و بیش ہونا نہایت ہے قرآن و حدیث اور اتفاق ائمہ سلف و خلف امت مرحومہ سے باقی رہتا ہے ایمان حالت غفلت و بیہوشی اور سوئے مرتے وقت بھی اگر چہ یہ چیزیں

تصدیق و معیت سے کہ مقتضی حیات اور ہوش و حواس سے مہایت کلی رکھتی ہیں :

فصل

عہد پیشاق و اقرار ربوبیت کہ اللہ پاک نے عالم ارواح میں اپنے بند و نسل کیا، قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور ہم اس کے وقوع کے قائل ہیں فرقہ معتزلہ اسکا منکر ہے اور آیات و اداریت جو اس بارہ میں وارد ہیں انکی عقلی تاویلین و کرتے ہیں مگر یہ اعتقاد بالکل خلاف و ناقض ہے۔ حضرت حضرات انبیاء کے سوا اور شخص کو نہیں ہے اگرچہ کوئی کیسا ہی عالی رتبہ یا کسی متبرک مقام کا رہنے والا کیون نہ ہو اور علیٰ ہذا القیاس ہر قول و عمل میں متابعت بھی نبیوں ہی کیوئے صفت خاص ہے امت سے کسی صحابی و تابعی یا اہلبیت یا امام و مجتہد کو یہ منصب حاصل نہیں ہے سوائے رسول خدا صلعم کے کہ آپ کے جملہ ارشادات برحق و کلام حق ہیں ہر آدمی کے بعض اقوال مقبول ہوتے ہیں اور بعض مردود و سراسر اپنی زندگی میں رزق مقدر پر پورا کر لیا ہے حلال سے ہو یا حرام سے اور عینک رزق کو کامل نہیں کر لیا کوئی نہیں مگر آپ رزق حلال پر آدمی کو اجرو ثواب ملتا ہے اور عام خوری کے باعث مجرم و گنہگار ٹھہرتا ہے یہ بات ناممکن ہے کہ آدمی عرصہ تک دنیا میں جیتا رہے اور خوب کھاوے پئے بھی مگر یا ان ہمہ رزق اسکو میسر نہ ہو یا دوسرے شخص کے رزق پر اسکی عمر بسر ہو جاوے جو شخص قتل کر دے ہے وہ بھی اپنی میعاد زندگی کو ختم کر کے مرنے لیس جو آدمی موت طبعی سے مر جاوے اور چوہاڑا لا جاوے دونوں مدت حیات کو تمام کر لیتے ہیں فرمایا اللہ سبحانہ و ما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا یعنی نہیں ہے کسی نفس کیواسطے مرجانا بلا حکم خدا کے لکھا ہوا وعدہ۔ اور فرمایا قل لو کنتم فی بیوتکم لبریز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم یعنی کہہ

اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے مکانوں میں البتہ باہر نکلتے جن پر لکھا تھا مارا جانا اپنے
 قتل ہونے کے جگہ کی جانب موت صفت ہے قائم بذات میت منجملہ مخلوقات الہی کے فرمایا
 حق سبحانہ نے خلق الموات والحیۃ لیسوکم ایکم احسن عملا یعنی اللہ نے پیدا کیا
 ہے موت اور حیات کو تاکہ آدمی کو ملے کہ کون تمہارا اچھے عمل کرتا ہے۔ موت اور
 ہنر نہ شے واحد کے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے وکل امتا اجل اذا جاء اجلہم
 لا یتکفرون ساعة ولا یتقدمون یعنی ہر گروہ کے لئے وقت مقرر ہے
 جبکہ آجاو گی اجل او کی نہ تاخیر کیلئے ایک گھڑی کی اور نہ پیش قدمی کرکیلئے بوقت
 مقررہ اجل کیسی تاخیر ہو جاتی ہے موت کے سوا اور وقت اور کچھ نہیں ہوتا۔

فصل

موزون پر مسج کرنا آیت ہے احادیث صحیحہ سے جو متواتر کے قریب ہیں مقیم کو واسطے
 مسج کی مدت ایک دن رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن تین راتیں رمضان
 کے مہینے میں تراویح کا پڑھنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروایت صحیح ثابت ہے البتہ
 تعداد رکعات کی تصریح کسی حدیث صحیح میں وارہ نہیں مجملہ اس قدر پتہ لگتا ہے
 کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب مہینوں کی نسبت رمضان میں زائد محنت و عبادت
 کرتے تھے اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رمضان وغیرہ میں نہیں کیا۔ یہ رکعت سے
 زائد حضرت نے نہیں پڑھیں۔ اور ایک روایت سے تیرہ رکعت تک پڑھنا معلوم
 ہوتا ہے حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں جب لوگوں کو علیہ علیہ تراویح
 پڑھنے سے دیکھا تو انکو ابی بن کعب کے پیچھے تراویح گزارنے کا حکم دیا ابی بن کعب
 نے اس وقت بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھے افضل سمین وہ
 مقدار ہے جہاں تک نماز کو ذوق و لبتا طار ہے یا فضیلت زمان و مکان کی
 او سمین رغایت ہو۔ نماز جمعہ و جماعت عیدین وغیرہ ہمارا امام مسلمان کے

پیچھے ہو جاتی ہے خواہ امام معید و سپر ہیز گاہ یا فاسق و بدکردار اور بعض سلف سے
 جو الہدیت کے پیچھے ناز پڑنے کی مخالفت منقول ہے مراد اوس سے کراہت تشریح
 ہے یا وہ بدعت مقصود ہے جو کفر ہو یا منجر کفر آہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ کوئی
 ولی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچتا اور کرامیہ کا یہ قول کہ ولایت نبوت سے افضل و
 اعلیٰ ہے مردود ہے یا ماوول۔ اور یہ بھی اجماعی مسئلہ ہے کہ کشف والہام اولیا
 اور وقایع لومہ حجت شرعی نہیں ہوتی ہیں لہذا کسی شے کی فضیلت و حرمت
 یا کراہت و حرمت کا ثبوت اوس سے نہوگا۔ ہاں جو احکام بادلہ اسلام ثابت ہیں
 اونکے واسطے مزید سند و شہادت اسے بشرط موافقت البتہ ہو سکتی ہے کل
 سلف و خلف امت کا اسی پر اجماع ہے باستثناء معدودے چند غیر معتد بہم
 کے اس بارہ میں اکثر الہدیت و صوفیہ نے دھوکا پایا ہے۔ اللہ کے فضل
 یاس و قطع امید کرو نیا کفر ہے فرمایا اللہ پاک نے اِنَّهٗ لَا یُؤْمِنُ مَنْ سَرَّحَ
 اللّٰہُ الْاَلْقَامَ الْکَافِرِوَن یعنی بیشک حال یہ ہے کہ نہیں مایوس ہوتے اللہ
 فضل سے مگر وہ لوگ کہ کافر ہیں اور اس طرح اللہ کے غضب سے نڈر ہو جانا
 بھی کفر ہے سورہ اعراف میں ہے اِنَّا مَنَعْنَا مَلِکَہٗمُ اللّٰہَ فَاَرٰہِیْمَ مَلِکَہٗمُ اللّٰہُ
 الْاَلْقَامَ الْخَاسِرِوَن یعنی کیا نڈر ہو گئے کفار اللہ کے داؤ سے سو نڈر نہیں ہوتے
 اللہ کے داؤ سے مگر وہی لوگ جو خواب ہو گئے اور اس کی شکل و قائع غیبی کی بابت
 کاہن کی تصدیق بھی کفر ہے اور پھر جانا ہے قرآن سے جو نازل ہوا ہے آنحضرت
 صلعم پر اور سوائے اللہ عزوجل کے دوسرے کو غیب دان جانا بھی آدمی کو کافر
 بنا دیتا ہے فرمایا اللہ پاک نے قُلْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ
 وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبِ لَا سْتَکَثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِوَمَا مَسْنٰی السَّوْءَ اِن اَنَا
 الْاَنذِیْرُوالبشیر لقوم یومنون یعنی کہہ ہے اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مختار یہ نہیں

واسطے ذات اپنی کے بھلائی اور بُرائی کا مگر جو کہ یا اللہ نے اور اگر سوتا میں آگا ہی کھنڈ
غیب سے بیشک جمع کر رکھا خوبو کو اور نہ پہنچتی محکو کوئی بُرائی نہیں ہونے لگیں ڈانڈیا
اور خوشی سنا نیا والا ون لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں جبکہ آنحضرت صلعم
علم غیب اپنے کو یوں صاف صاف ناواقف ٹھہرائیں پھر بھلا دوسرے لوگ غیب
کیونکر آگاہ ہو سکتے ہیں ایماندار زندہ جو کسی بھالی مسلمان مردہ کی واسطے دعا
خیر کرے یا اسکی جانب سے کچھ صدقہ دے یا کوئی عبادت مالی یا دینی یا مرکب
نیابتاً ادا کرے مطابق اولہ صحیحہ کے ان سب صورتوں میں مردہ کو اجر و ثواب
ملتا ہے۔ دعاؤ کا قبول کرنا اور کل حاجتوں کا برآنا صرف اللہ ہی کا کام ہے۔ کافر

دعا کی قبول ہونے میں اختلاف ہے ظاہر عبارت آیت کریمہ و ما دعا الکافر من
الافی ضلال یعنی نہیں ہے پکارنا کافر و کافر مگر یہ کہنا۔ سفید نفی اجابت ہے یا
وعقبی و ولونہین و اللہ اعلم۔ کفار جن جہنم میں جھونکے جاؤ گئے بموجب ارشاد

الہی و لکن حق القول منی لا ملأئ جہنم من الجنة والناس جمعین
یعنی و گناہین حق ہو چکا ہے میرا کہنا البتہ بھروسہ گناہین جہنم کو جن آدمیوں سے لکھی
اور سورہ رحمن میں ہے و اما القاسطون فکانوا لجهنم خطبا یعنی

اور جنوین سے ظالم ہیں پس ہونگے وہ جہنم کے لئے انیہن۔ اور مسلمان جن آدمیوں
طرح جنت میں جاؤ گئے اسکا ثبوت اس آیت سے ہے جو وصف میں حوران جنت کے

وار ہے فیہن قاصرات الطرف لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان
یعنی جنوین نیچی نگاہ والیاں ہیں جنکو نہیں بایا آدمیوں نے اہل بہشت سے
پہلے اور نہ جنوں نے۔ اللہ پاک نے نشیطان کو پیدا کیا ہے آدمیوں کے ولونہین

و سوسو کا ڈالنا اونکا کام ہے شب و روز انھیں یہی فکر رہتی ہے تاکہ
سیدھی راہ سے بنی آدم کو پھیر دین تسلط و غلبہ او کو اوسپر ہوتا ہے جسکو خدا

نہیں چاہتا اور جبکہ اللہ چاہتا ہے اونکے کید و کوسے پہ لیتا ہے۔ دنیا میں جادو اور جادو
 و لون موجود ہیں مگر بلا حکم خدا وہ کسی کا نقصان کرنے کے مجاز نہیں جو آدمی حشر کے
 یا یہ اعتقاد رکھے کہ حشر سے کسی طرح کا نفع نقصان بدون تقدیر الہی کے ہونا ممکن ہے
 ہر دو صورت میں کافر ہو جاتا ہے۔ کفر کا کوئی کلمہ اگر کسی مسلمان کی زبان سے نکلے
 تو اس سے توبہ کرانی چاہئے اگر توبہ کرے فیہا والا اس کی کروں مار دین اور اگر وہ
 کا یہ صریح کفر نہ ہو بلکہ مجہول و مشتبہ لفظ ہو تو اس کے کہنے سے فحاشی کے بعد محبت
 کر دینی چاہئے اگر دوبارہ اعادہ کرے تو کچھ تعزیر و سزا سننی چاہئے۔ کلمہ
 چینی بنص شارع حرام ہیں قلیل و کثیر کی حرمت یکساں ہے۔ صابونی کا
 "مقولہ ہے کہ اہل حدیث نماز و نکاح اول و قتمین اور اگر ناپسند کرتے ہیں اور مساعت
 و تعجیل کو اس بارہ میں ترجیح و تفصیل دیتے ہیں تاخیر صلوات پر اور مقتدی پر
 پڑھنا سورہ فاتحہ کا چھ امام کے واجب بتلاتے ہیں اور حکم کرتے ہیں تہی کے پڑھنے کا
 کچھ سورہ پڑھنے کے بعد اور سلوک کرنا قریب داروں کے ساتھ اور ہر کس و ناکس سے
 سلام علیک کرنا اور کھانا کھلانا اور فقرا و مساکین و یتیموں پر شفقت رکھنا اور مسلمانوں
 کے کام کو عالیٰ مہنتی سے انجام دینا اور کھانے پینے شادی بیاہ وغیرہ میں اعتدال
 سے نہ بڑھنا اور امور خیر میں مبادرت و سعی سے باز نہ رہنا وغیرہ ذلک محدثین کے
 وصایا میں یہ سب باتیں داخل ہیں اہل حدیث اپنی عداوت اور محبت و دشمنی
 شریعت ہی کو موافق ہوتی ہیں۔ مسائل دین میں جہل و خصوصیت اور کج
 شیوہ نہیں ہے۔ اہل بدعت و سنن کے پاس تک نہیں پھٹکے جہلا و نفس پرستوں
 سے کچھ سروکار نہیں رکھتے۔ اور بڑا جانتے ہیں۔ اہل بدعت کو جو دین میں نئی
 نئی باتیں کرتے ہیں جھکا ثبوت و نشان حدیث و قرآن سے نہیں ہے البتہ انکی
 مجالست و صحبت سے بھی وہ دور بھاگتے ہیں انکی گفتگو تک گاسنار و انہیں رکھتے

کہ مبادا اونکی جھوٹی رنگ آمیز تقریریں کانوکی راہ سے دل تک پہنچنے کے خیالات باطلہ
 و خطرات فاسدہ کو پیدا کر دیں اور دلوں کو بالکل ضلالت و جہالت میں ڈال دیں۔
 اہل بدعت کی علامات ظاہری اونکی بدعات ہیں اور واضح ترین علامات الہدیت سے
 بغض و عداوت کا رکھنا ہے اور اونکی توہین و تحقیر کے ورے رہنا کبھی شویہ و ظاہر
 کبھی مخفی نہیں کو بدنام کرتے ہیں اور کبھی مجسمہ و مشبہہ اونکا لقب و نام رکھتے ہیں متعب
 اصلی اور سگایہ ہے کہ مبتدعین کے خیال میں احادیث صحیحہ جو بروایت صحیح آنحضرت صلعم
 سے مروی ہیں یقین و اعتقاد صحیح کے مفید نہیں ہیں انکے اذنان لابیق اذنان
 وہی نتائج و دعاوی ہیں جنکو شیطان اونکا ر و قیاسات فاسدہ اور ساوس و مخالفات
 باطلہ پر مرتب و مقرر کر دکھاتا ہے حتیٰ کہ قلوب و صدور ان اتباع الشیاطین کے
 بالکل تنگ و تاریک ہیں اور تمامی شبہات بے اصل و ساقط از اعتبار ہیں چونکہ مذکی
 اونپر بھٹکا ہے اسلئے اللہ نے راہ حق سے اونہیں اندھا اور بہرہ و نیا دیا ہے جسکا
 رسوا کرنا خدا نے چاہا ہوا اسکے لئے بزرگی کا دینے والا کوئی نہیں ہو سکتا اور جو چاہتا
 ہے اللہ وہی کر دکھاتا ہے تمام ہوا مطلب صابوئی کا۔ سعید و نیکیوت انجام کار
 بگڑ کر کبھی شقی ہو جاتا ہے اور شقیہ عقائد و اعمال صالحہ کی بدولت کبھی سعید بنجاتے
 اشراط و علامات صغریٰ و کبریٰ قیامت کے جو کچھ کہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمائی ہیں
 اور تفصیل اونکی کتب حدیث میں آئی ہے وہ تمام باحق و بحال ہیں محدثین نے
 اونکے جمع کرنے میں عمدہ عمدہ کتابیں لکھی ہیں مثلاً اشاعہ اذاعہ۔ حج الکرامۃ۔
 وغیرہ۔ مسکین بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں بوجہ چند جنکی تفصیل موقع مناسب
 میں ثبت ہے اور رسل ملائکہ افضل ہیں سائر الناس سے باجماع امت بلکہ
 بحکم بدایت اور عام اہل اسلام نبی آدم عامۃ ملائکہ سے بہتر و اگر مرہیں۔ جس چیز کا
 گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہوا اسکے حلال جاننے سے آدمی کا غیر ہو جاتا ہے

اور اوسکا خفیف و سبک سمجھنا یا کسی شرعی مسئلہ پر تمسخر و استہزا کرنا کذب و بڑی
 و کفر کی علامات سے ہے جبکہ باعث کفر کا حکم دیا جاتا ہے۔ معدوم محض پر شیعوں کا اطلاق
 ثابت نہیں اللہ کا دیکھنا دنیا میں آنکھوں سے عقلاً ممکن ہے نہ شرعاً اور آخرت
 میں بشریات حدیث و آیت ثابت ہے اور خواب میں دیکھنا خدا کا شرعاً جائز ہے
 کیونکہ یہ ایک نوع کا قلبی مشاہدہ ہے جو اکابر و کرام اہل اسلام کو اوسکے فضل
 میں ہر روز جاتا ہے۔ روح حادث چیز ہے اللہ کی پیدائی ہوئی ہے ضروریات
 دنیویہ اس پر ناطق ہیں حضرات صحابہ و تابعین کا مسلک یہی ہے جسمانی موت سے
 روح نہیں مٹ جاتی اوسکا حدوث بقول حافظ ابن قیم کے زمانہ پیدائش اجسام
 میں ہوتا ہے۔ کافر جب تک دنیا میں رہتا ہے منجانب اللہ نعمت میں ہے ارشاد
 فرمایا رسول خدا صلعم نے دنیا ایمان والے کے لئے رقیذہ ہے اور کافر کیوں اسے
 بہشت ہے۔ اللہ کی معرفت اور عبادت کا واجب ہوا اللہ کے حکم اور شرع
 سے ہے نہ فقط طریق عقل سے۔ جو چیز طاقت بشری سے خارج ہے اوسکی
 بجا آوری کا حکم شرع سے ثابت نہیں ہے بلکہ دلیل اوسکے خلاف پر قائم ہے فرمایا
 اللہ پاک نے لَا یُکَلِّفُ اللہُ نَفْسًا اَلَا سَعَهَا یعنی نہیں حکم دیتا ہے اللہ
 کسی نفس کو مگر اوسکی طاقت کے موافق۔ اور یہ بھی ارشاد کیا ہے رَبَّنَا
 لَا تُجَلِّدْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ یعنی اے رب ہمارے نہ بوجھ رکھ ہم پر اوسقدر جسکی
 طاقت ہمیں نہیں ہے۔ باقی رہا متمنع بالغیر حسب طرح ایمان لے آنا اوس شخص کا
 کہ پروردگار نے کافر بنے ایمان جانا اور لکھا ہے مثل فرعون و ابولہب وغیرہم
 سو باتفاق اہل علم کے ایسی چیز کے ساتھ تکلیف و حکم شرعی کا تعلق صرف جائزہ
 ممکن ہی نہیں بلکہ متحقق و واقع ہے۔ سحر حق ہے اور نظر کا لگنا بھی برحق ہے
 احادیث صحیحہ بخاری و مسلم وغیرہما سے یہ دونوں ثابت ہیں۔ عقائد و مسائل

دو طرح کے ہیں ایک تو وہ کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ثوابت ہیں اور
 سلف صالحین صحابہ و تابعین نے بھی انکو مقبول و مسلم رکھا ہے مگر دوسری عقلیں
 کا حقہ انکو ادراک و تشریح سے قاصر ہیں اسلئے ایک گروہ نے ایسے عقائد کو قبول
 نہ کیا اور آیت و حدیث کے معنوں میں تاویل کرنی اختیار کی حالانکہ مناسب اس بارہ
 میں ایسا نکالے آنا تھا ہر اوس شے پہ جو ثابت ہے حدیث و آیت سے جس طرح پرکہ و
 وارد ہوئی ہے اور تاویل کا کرنا و حقیقت شریعت کا جھٹلانا ہے دوسرے وہ
 ہیں جنکا پتہ کتاب و سنت میں نہیں لگتا اور نہ قرون مشہود و لمبا بالآخر میں انکے
 متعلق کسی طرح کی گفتگو ہو سکتی ہے ایسی چیزوں سے اپنی فکر و خوض کا علیحدہ رکھنا
 اور شیوال یعنی سمجھنا اور نکالنا چھوڑ دینا ہی بہتر ہے فرمایا رسول خدا صلعم نے کمال
 ایمان و اسلام آدمی کا ترک کرنا ہے اوس شے کا جو کہ غیر مفید و بیکار ہے۔ مجتہد
 مسائل شرعیہ و عقلیہ میں کبھی تو چوک جاتا ہے اور کبھی ٹھکانے کی بات کہتا ہے
 چوکنے والیکو ثواب ایک حصہ اور صحیح الراے کو المضاعف اجر ملتا ہے اگر یہ مجتہد کا
 مصیب ہونا مسلم ہے تو یہ ثواب کی تقسیم جو حدیث کو بموجب مجتہد غلطی و مصیب
 کے لئے ہے بیکار و رایگان ہو جائیگی۔ کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں رہتا
 اور ایسے شخص سے کہ دلائل حقہ کا اظہار نہ کر سکے کسی وقت و کسی حال میں زمین
 خالی نہ ہوگی اگرچہ قلیل و اقل قلیل بھی ایسے لوگ کیوں نہ ہوں امت محمدیہ میں
 قیامت تک اسی حق کا رہنا جو سچی اور سیدھی راہ بتایا کرے لازم و لابد ہے۔
 حدیث صحیح میں آیا ہے ہمیشہ رہے گا ایک گروہ میری امت کا حق پہ ظاہر غالب آونگے
 اور یہ مخالفین حتیٰ کہ آج اوگیا اللہ کا حکم جس شخص کو دین کی کچھ بھی سمجھ ہے وہ جانتا
 کہ مجتہدین متاخرین پر خدا نے جس طرح اجتہاد کو آسان کر دیا ہے اگلے مجتہد و مکتوبہ
 بات حاصل نہ تھی کیونکہ کل سامان ضروری اجتہاد کا انکے پاس قرار ہوا تھا چنانچہ

اسی کے سبب متقدمین کو اجتہاد کرنے میں نہایت محنت و وقت اوٹھانی پڑتی تھی
 برعکس متاخرین کے کہ ان کو ہر طرح کی سہولت ہے مقلدین چونکہ تقلید و قیاس سے
 اڑے ہیں اور قرآن و حدیث چھوڑ کے دوسرے علوم میں پڑے ہیں اس لئے ان کو
 وہی دکھاتا ہے جس میں خود مبتلا ہیں اور اپنا الزام دوسروں کے سر رکھتے ہیں
 علم نافع و فہم کامل سے جس کو خدا نے کامیاب کر دیا ہے اوپر اجتہاد کا دروازہ
 کھول دیا ہے مگر مقلدین کے خیال میں یہ امر بالکل مستبعد و محال ہے۔ تقلید کرنا مسألت
 شرعی میں اصلی ہون یا فرعی مطلقاً جائز ہے امام ابن حزم نے بدلیل اجماع اس کا
 منہی ہونا ثابت کیا ہے علامہ شوکانی نے قول مفید اور ادب الطلب وغیرہ میں
 تقلید کی ممانعت میں چاروں اماموں کے اقوال نقل کئے ہیں جن میں بصارت
 تمام نہیں ہے اپنی اور غیر و مکی تقلید سے۔ اس جگہ سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر اجماع
 سے تقلید کی ممانعت فرضاً ثابت نہ ہو تو مجہود کے نزدیک اس کے حرام ہونے میں
 کچھ کلام ہی نہیں ہے تو خدا کے نقل اجماع اس معنی پر کہ اموات کی تقلید بالکل
 ناجائز ہے۔ اور دوسرا یہ اجماعی مسئلہ کہ مجتہد کا عمل کرنا قیاس و رائے پر مجبکہ
 و کتاب سے کوئی دلیل اس سے دستیاب نہ ہو بجز ضرورت خاص اس کے واسطے
 جائز ہے اور دوسروں کے لئے ناجائز۔ اس کے متعلق قاضی شوکانی نے ارشاد فرمایا
 میں یہ تحریر کیا ہے کہ ان دونوں اجماعوں سے تقلید کا استیصال ہو گیا انتہی۔
 عامی پر یعنی جو قرآن و حدیث سے واقفیت نہیں رکھتا ہے مذہب خاص کا التزام
 لازم نہیں ہے ابن برہان و نووی کا یہی مسلک مختار ہے ایمان مقلد کا جو سیطرہ
 کی حجت اپنے پاس نہیں رکھتا ہے صحیح و مقبول ہے۔ جو اجماع قرآن و حدیث سے
 ثابت نہ ہو استدلال کے لائق نہیں ہے اور جسکی اصل قرآن و حدیث میں ہو
 اس سے استناد و رست ہے بقول ان لوگوں کے جو اجماع کو حجت کہتے ہیں

اجماع معتبر مجتہدوں کا ہے نہ مقلدوں کا یہ فرق کا یہ گمان ہے کہ وہی لوگ نجات پاؤ گئے
اور باقی سب جہنمی ہیں اس فرقے کی تعیین میں تشریح آنحضرت صلوٰۃ علیہ وسلم کی کل تشریح
و جدال کو رفع کر دیتی ہے وہ یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو چلتے ہیں میرے اور میرے
اصحاب کے طریقہ پر اسکے بموجب فرقہ ناجیہ وہی ہے جو اختیار کرے عمل و عقیدہ مطابق
ظاہر قرآن و حدیث صحیح کے جس پر گزر گئے ہیں جمہور صحابہ و تابعین۔ اور باہمی خلاف
اوٹکا اوٹھیں مسائل میں ہے جنہیں کوئی نص مشترک نہیں ہوئی اور نہ اتفاق رہے
صحابہ سے وہ قرار پائے ہیں **ف** اختلاف کا سبب استنباط کا مختلف ہونا یا محل کی
تفسیر علیحدہ طور پر کرتا ہے اور غیر ناجیہ وہ فرقے ہیں کہ تراشیتے ہیں اعمال و عقائد سیلف
کے خلاف۔ علم تین چیزوں میں ہے اول آیت حکمہ یعنی غیر منسوخ یا آیات محکمات
مستشہرات کے سوا۔ دوم سنت قائمہ یعنی حدیث جسکی اسناد و متن میں کسی طرح
خلل نہ ہو یا اوکے بموجب عمل ہوتا ہو سوم فریضہ عادلہ یعنی علم فرائض یا وہ احکام
کہ منصوص کتاب و سنت نہیں ہیں بلکہ اولئے مستنبط ہیں یا حاکم سومین عادل
عادل کے احکام اس سے مراد ہیں بموجب آیت کہ یمہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
و اولی الامر منکم انکے سوا جو علم ہے وہ زائد ہے۔ منصوص قرآن و حدیث آپ
ظہور پر رکھی جاوے گی جب تک کہ کسی دلیل قطعی سے ضرورت تاویل کی ثابت نہ ہو
اور جو چیزیں عرفاً اولئے متبادر ہیں اوٹکا اطلاق بھی شرعاً درست ہے اور
اوسیکے موافق اعتقاد بھی رکھنا چاہئے مگر تشبیہ سے جو لازم و بھی ہے تنزیہ ضروری
ہے اور واجب اہل اسلام پر امام کا قائم کرنا جو احکام اسلام جاری کرے حدود و تحکیم
رواج دے نہ حدود کا بند و بست کرے لشکر کو آراستہ رکھے صدقات و زکوٰۃ وصول
کرتا رہے باغیوں اور ریشہ فکرو کو دبانا رہے۔ جمعہ و عیدین کا اہتمام رکھے تازہ فضا
و خصوصیات جو لوگوں میں واقع ہوں اوٹکا موافق شرع کے تصفیہ کر دینا اور

گو ایمان جو حقوق کی بابت قائم ہوں اور ان کے قبول و رد میں نظر کرنا لاوارث لے لے کر
 لے لے کر کی شادی کا انتظام اور تقسیم مال غنیمت وغیرہ کی ضرورت سے جبکہ انصرام
 ہر ہر واحد سے ناممکن ہے امام کا فائز کرنا واجب باجماع امت ہے اور یہ وجوب سماعت و طاعت
 ہے نہ عقلاً کتب مبسوطہ میں لوازیم و شرائط امام بہ بسط تمام مرقوم ہیں۔ خلافت
 نہایت ہوتی ہے بیعت سے اہل حل و عقد کے کہ عبارت ہے علماء و رؤساء و سادات و ارباب
 لشکر وغیرہم سے کہ ذی اوراک و شعور ہوں اور مسلمانوں کی مصلحت و منفعت پر
 عبور رکھتے ہوں خلافت ابوبکر صدیق اس بیعت سے منع ہوئی تھی جبکہ
 واسطے خلیفہ وصیت کر دے اور سب کو بھی خلافت پہنچ سکتی ہے جیسے حضرت عمرؓ کی
 خلافت کہ ان کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے وصیت کر دی تھی یا چچہ آدمیوں کے مشورہ سے
 جو ہر ایک خلافت کی لیاقت رکھتا ہو بالخصوص ایک شخص مخصوص خلافت کو دیا جاتا
 جیسے حضرت عثمانؓ کی خلافت چچہ صحابہ کے شوری سے حضرت عمرؓ کی رائے کو
 موافق ہوئی اور حضرت علیؓ کی خلافت آخر الامر پھر بیعت سے اہل حل
 و عقد حضرات صحابہ کی ہوئی اور سوقت میں حضرت علیؓ سے اولیٰ اور احق بالخلافت
 صحابہ کی نظر میں کوئی نہ آیا اور ابی سبب سے کیا رہا ہجرت و انصار نے حضرت علیؓ سے
 خلافت و بغاوت کو ممنوع و ناجائز ٹھہرایا۔ یہ چاروں حضرات خلفائے راشدین کہلائے
 جتنے ذرا یہی سے اللہ نے دین محمدیؐ کو شوکت و عزت و سی کفار و مشرکین کو ہر جگہ شکست
 و ذلت ملی آسائے اسلام کو استحکام و ایات حق کو رفعت تمام ہوئی ان کو گوئے
 اور جو ان کے پیرو ہوئے خلیفہ کہنے سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا
 جو غربت اسلام کی وقت کیا تھا و عد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات
 لیستخلفنہم فی الارض یعنی وعدہ کیا ہے اللہ نے ان لوگوں کے لئے
 کہ ایمان لے آئے ہیں تم میں سے اور عمل کئے ہیں اچھے البتہ خلیفہ بنایگا اور کو

زمین میں اور جو کہ صفت صحابہ میں کہا تھا اشداء علی الکفار یعنی سخت و فدا
 ہیں کافروں پر زمانہ خلافت میں ان سب امور کا دہور کما حقہ ہو گیا۔ جو شخص ظفار
 سے محبت و اخلاص رکھے اور بدعائے خیر او نہیں یاد کرے اور ان کے فضائل و حقوق
 کما حقہ سمجھے منجملہ منصفین اور کما شمار ہوگا اور جو ان سے بغض رکھے اور روافض خوارج
 کے طرح ان کے مطاعن و معائب کے فکر میں رہے وہ ہلاک ہونیوالوں میں داخل ہوگا
 ۔ سلطان و امام وقت اگرچہ ظالم و فاسق انتہا درجہ کا ہوا ہو سکے سبب وہ مغضوب
 مستحق نہ ہوگا جب تک کہ ایسا امر نہ کرے جو کھلا ہو اکفر ہے جیسے عداوت ترک نماز فرض
 وغیر ذلک۔ امام سے جو لوگ باغی ہوں ان کا قتل کرنا چاہئے تا وقتیکہ وہ مطیع و مطاع
 نہ بنجائیں جو باغی بھاگ جاویں یا گرفتار ہو کر آویں یا مجروح و زخمی ہوں ان کا
 مار ڈالنا چاہئے۔ تابعین یعنی وہ لوگ کہ محبت صحابہ میں رہے ہیں صحابہ کے
 علاوہ تمام امت سے افضل ہیں بموجب اس ارشاد نبوی کے کہ سب قرون کے
 بہتر میرا قرن ہے اور میں بعد وہ لوگ جو اس سے قریب ہیں اور ان سے پیچھے
 اشخاص جو ان کے ملحق ہیں تابعین کے بعد فضیلت ان حضرات کو ہے جن کو علم
 و عمل کے ساتھ تابعین سے قرب مزید ہو جس طرح صحاح ستہ کے مصنفین
 اور ان کے اساتذہ و تلامذہ ایک قرن کو جو دوسرے پر فضیلت دیتی ہے مقصود
 اس سے ترجیح ہر جہت سے نہیں ہے بلکہ لہذا اکثر فضائل و شیعہ مناسبات کے
 ایک کو دوسرے پر فوقیت دیتی ہے یہی ہے وجہ تطبیق احادیث متعارضہ
 جو اسباب میں وارد ہیں۔ ارشاد آنحضرت صلعم کل بدعت ضلالت یعنی
 ہر بدعت شرعی گمراہی ہے۔ اپنے عموم پر ہے شامل ہے کل افراد بدعت کو
 احادیث کثیرہ جو آنحضرت صلعم سے مروی ہیں اس کے مؤید ہیں احادیث نبوی
 بدعت کی تفسیر کا رائج بھی نہیں پایا جاتا ہے بدعت کی تفسیر کے جو قائل ہیں خود

او کی تصریحات کے موافق چھوٹی سی سنت کا اتباع بدرجہا افضل و بہتر ہے عبت
 کی ترویج و اختراع سے اگر بدعت حسنہ کیوں نہ ہو۔ بند و کلو چاہئے کہ ہمیشہ تو کیا
 کرین مخصوص قرآن و حدیث سے یہ حکم ثابت ہے۔ توبہ کا کیا ہو کلو بلاشبہ سناوتی
 ہے صغیرہ ہوں گناہ یا کبیرہ۔ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا معصیت صغیرہ ہے اور اصرار
 کبیرہ پر کبیرہ۔ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ایمان والے کو مواصی سے کچھ ضرر و خطر
 نہیں ہے وہ گمراہ ہے کتاب و سنت کے مخالف اور اجماع سائن وائے امت کا
 رو کر نیوالا ہے۔ جو آدمی افسوس کو عذر و حجت اہل شرک و معصیت کی واسطے
 بتلاوے وہ بھی مشرک و خنین معدود ہے۔ اہل سنت اس کے معتقد ہیں کہ اللہ تعالیٰ
 جس شخص کو چاہتا ہے دین حق کی ہدایت کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ حق
 سے پھیر دیتا ہے خدا جسکو گمراہ کر دے اس کے واسطے بھی کوئی دلیل و سند بکار
 نہ ہو گی فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ
 وَلَوْ شَاءَ لَأَنقَلَبْنَا كُلَّ نَفْسٍ هَدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ
 مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اجمعین یعنی واسطے اللہ ہی کے ہے حجت پوری اگر چاہتا
 اللہ بیشک ہدایت کر دیتا تم سبکو اور اگر چاہتے ہم البتہ دیدیتے ہم ہر نفس کو راہ
 اوسکی ولیکن سچ ہو چکا ہے کہنا میرا البتہ بھر دو نگاہیں جہنم کو جن اور آدمیوں
 اکٹھی۔ اور یہ بھی فرمایا ہے وَلَقَدْ أَذْهَبْنَا الْجَهَنَّمَ لِكُثْرَةِ نَاسٍ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
 یعنی اور بلاشبہ پیدا کیا ہے جہنم کے واسطے بہت سے جن اور آدمیوں کو
 اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کل خلق کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے بلا استغانت وہ
 کے اور خلق کے و گر وہ کہے ایک کو اپنے فضل و رحمت سے بہشت و نعمت کے
 واسطے بنایا اور دوسرے کو جہنم جانے اور عذاب اور ٹھانے کے لئے پیدا کیا جہنم
 جو تکلیف و عذاب ہو گا وہ عدل و انصاف کے بموجب ہو گا نہ بطریق ظلم و جبر کے

کسیکو تو اللہ نے غوی و شقی بنایا ہے اور کسیکو سعید و شید ٹھہرایا ہے اور کسیکو
 رحمت سے قریب کیا ہے اور کسیکو بعید خدا اپنے افعال میں جو ایہہ کیا نہیں ہے
 بلکہ بندوں سے ہر عمل کی بابت پرسش ہوتی ہے۔ تو یہ کہ نیوالے سے عذاب کا لانا
 عقل کی موافق اللہ پر واجب نہیں ہے کہ خواہ مخواہ وہ ایسا ہی کر دے بلکہ فضل
 و رحمت کا اوسکے یہ مقتضا ہے کہ توبہ کے بعد عذاب نہ کیا جاوے باقی رہی بحث
 شرعی قبول توبہ کی کچھ شخص کسی گناہ کبیرہ سے توبہ کرے اگرچہ دوسرے کبیرہ میں
 وہ مبتلا ہو تب بھی اوسکی توبہ صحیح ہوگی اوس گناہ کا مواخذہ اوس سے نہ ہوگا
 اور جن صفات سے توبہ نہ کی ہو اوس پر گرفت و عذاب کیا عدل کے موافق خدا کو
 پہنچ سکتا ہے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ مسلمان آدمی اگر بیشمار گناہوں کا مرتکب ہو کر
 بلا توبہ کئے مر جاوے تو اوسکو بھی گنہگار ہونیکے سبب کافر نہ ٹھہرا دینگے نہ بلکہ خدا
 تک اخلاص و توبہ پرستقیم رہا ہو کیونکہ انجام اوسکا اللہ کے ہاتھ ہے اگر چاہے
 تو کل معاصی سے اوسکے درگزر کر دے اور قیامت کے روز سالم و غانم بہشت
 میں پہنچا دے اوسکے اعمال و افعال پر کسی طرک کا حساب و کتاب تک نہ ہو اور ہر نوع
 کی تکلیف و عذاب سے رہائی کلی پالے اور اگر خدا چاہے تو معیاد سنہ اول نصایب عذاب
 تک اوسو جہنم میں رکھے۔ بہر حال ہمیشہ تک جہنم میں نہ پڑا دینگا بلکہ آخر الامر داخل جنت
 بالضرر ہو جاوے گا حاصل کلام یہ کہ ایسا نہ گنہگار اگرچہ معذب بالنار ہو گا مگر کفار کی طرح
 نہ پھینکا جاوے گا اور نہ اونسکے ساتھ تک جہنم میں ٹھہرے گا اور نہ کافر و کفر کی مثل شقی سمجھا جاوے گا
 کافر و کفر اللہ کی رحمت سے یاس کلی ہوگی کسی حال میں راحت کا خیال بھی اونہیں
 نہ بندھیگا۔ اور جو مومن ہیں ہر زمانہ میں اونہیں اللہ کی رحمت پر عبور و سہولت
 اونکا مال کا رحمت ہے اسواسطی کہ انکی پیدائش خاص جنت ہی کیواسطے ہے اور
 جنت کی آفرینش انکیواسطے ہے۔ یہ اللہ کے فضل و کرم کا مقتضا ہے اسے رب و مہربان

ہمیں اسلام کی حالت میں اور پہنچا دے صاحبین میں جو شخص یہ خواہش رکھتا ہے
 کہ تمام طوائف اسلام میں سے اس کا ایمان و اسلام خالص و صحیح ٹھہرے اور اس کو قرآن
 و حدیث کے مطابق اپنے عقائد کا درست کرنا چاہئے اور سب گناہوں سے توبہ کرے
 اور اتحاد و ارتداد سے اپنے کو محفوظ رکھے اور اگر خدا خواستہ کوئی ایسا قول و
 فعل صادر ہوا ہو جو مستلزم ارتداد ہے تو فوراً خدا کی درگاہ میں اس سے
 توبہ کرے اور یہ عزم کرے کہ پھر کبھی اس کا ترک نہ ہوگا استصورت میں سعادت زمانہ
 پھر عود کر آوے گی۔ المحدث کا اختلاف ہے اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان عداۓ نافرست ترک
 کر دے آیا وہ کافر ہوگا یا نہیں مقتداے اہل سنت امام احمد و دیگر علمائے سلف کا
 یہ اعتقاد ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے کیونکہ حدیث صحیحہ
 وارد ہے تہہ کے ایمان و کفر میں فارق یہی نماز کا چھوڑ دینا ہے اسکے بموجب
 تارک الصلوٰۃ کافر کہلاتا ہے اور امام شافعی مع ایک جماعت علمائے سلف کے اس پر
 کہ ترک نماز سے مسلمان کو کافر نہ کہیں گے تاوقتیکہ نماز کے فرض ہونیکا اعتقاد رکھتا ہو
 اسکے بے نماز کو مرتد کی طرح اونکی رائے میں قتل کرنا چاہئے اور حدیث کی تاویل
 یہ لوگ یوں کرتے ہیں کہ ترک صلوٰۃ جب کفر کا حکم ہے وہی ہے کہ انکار وجود کے ساتھ
 ظاہر حدیث مؤیدہ مذہب اول کی اگرچہ تاویل بھی ضعف کے ساتھ اوس میں ہو سکتی ہے
 واللہ اعلم۔ یہ مختصر مجموعہ ہے عقائد صحیحہ کا جو ترازو میں کتاب و سنت کے وزن
 کر لئے گئے ہیں اور انھیں پر سلف امت و ائمہ دین و علمائے مسلمین کلام جمعین
 گذر گئے ہیں شیخ الاسلام ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن صابونی رضی اللہ
 نے اپنے عقائد کے رسالہ کو ختم کیا ہے مرح المحدث و دم المبدعت پر اور نقل کیا
 ہے احمد بن سنان و طغان سے کہ دنیا بھر میں ایسا بدعتی نپایا جاوے گا جو المحدث
 سے بغض نہ رکھتا ہو اور جو شخص بدعتی ہو جاتا ہے حدیث کی تلاوت اور اسکے دل

جاتی رہتی ہے اور ابی قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں لوگوں نے اونکے سامنے
 محدثین کا تذکرہ کیا ابی قتیبہ نے کہا کہ الحمد للہ بد قوم میں اسکا کہنا تھا کہ امام احمد
 اپنے کپڑے جھاڑ کر مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ابی قتیبہ کو نزدیک زندقہ
 کہتے ہوئے اپنے گھر چلے گئے اور ابو نصر بن سلام نے کہا کہ اہل الحاد پر کوئی شہر زائد
 سبعون و ثقیل حدیث کی سماعت و روایت بالاسناد سے نہیں ہے۔ اور ثناء ظہر
 احمد بن اسحاق فقیہ نے ایک شخص سے اس میں یہ کہا کہ حدیثنا فلاں وہ شخص اس پر
 کہنے لگا حدیثنا کو رہنے دو کہا تک حدیثنا کچھ جاوے گی شیخ احمد نے خفا ہو کر اس سے کہا
 کہ اے کافر اٹھ جا یہاں سے اور نہیں رواہے تجکو کچھ بھی میرے گھر آنا محمد بن ادیب
 رازی کہتے ہیں کہ اہل بدعت کی علامت عیب جوئی کرنا ہے محدثین کی اور زندقہ کی
 نشانی اہل حدیث کو دشو یہ کہنا ہے اور غرض اونکی حدیث کا بے اصل و اعتبار ٹھکانا
 ہے اور فرقہ قدریہ کا پتہ سنو نکو جبریت بلانا ہے اور جہمیہ کی عادت اہلسنت کا
 نام شبہہ رکھنا ہے اور روافض کا شیوہ حدیث والو نکو ناصبی قرار دینا ہے۔
 شیخ صابونی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک گمراہوں کا یہ سب تعصب ہے کیونکہ اہلسنت کا
 نام اہل حدیث کے سوا اور کچھ نہیں ہے اہل بدعت جو اپنی طرف سے اہلسنت کی واسطے
 ایسے القاب تراشتے ہیں اسمیں وہ ہم مسلک ہیں اون شیاطین مشرکین کے
 جو رسول خدا صلعم کے لئے طرح طرح کے نام گڑھا کرتے تھے کوئی ساحر کہتا اور کوئی
 کاہن ٹھہراتا کسی نے شاعر کہا کسی نے مجنون بعض نے مخلوق کذاب بتایا اور بعض نے
 منقرض مفتون بنایا حالانکہ جناب رسول خدا صلعم ان سب معائب و زوائل سے
 پاک و صاف تھے اور برگزیدہ رسول و پیغمبر نبی تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انظر کیف
 ضربوا لک الامثال فضلو ا فلا یستطیعون سبیلہ یعنی دیکھ تو اسے محمد
 کہ کس طرح بیان کین کفار نے تیرے بارہ میں مثلیں پھر گمراہ ہو گئے۔ و حتی کہ نہیں مانتے

رکھتے راہ پائی کی اسطرح المہدیؑ، خدا تعالیٰ عالمین اخبار و ناقلین آثار و
 راویان احادیث رسول خدا صلعم کو جو شیخ بن طریق نبوی کے اور مہدی بن
 بسنت احمدی انوار و اصناف القاب و اوصاف سے یاد کیا کرتے ہیں حالانکہ اصحاب
 حدیث ان جمیع مطاعن و الزامات سے بعید و بری ہیں ان کے واسطے کوئی مجلس
 و رسم نہیں ہے بجز اسکے کہ وہ سنت سنہ و سیرت مرضیہ و طرق سویرہ و حجج قویہ
 اہل بن توفیق دسی ہے اللہ نے ان کو اپنی کتاب و خطاب کے اتباع کی اور احادیث
 و اخبار رسول خدا صلعم کے اقتدائی جملہ اوامر و نواہی میں اور امداد کی ہے ان کی
 اللہ نے اسطرح کہ اخذ کرتے ہیں سیرت آنحضرت صلعم کو اور ہدایت پاتے ہیں
 ملازمت سنت سے کھول دیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو واسطے محبت رسول خدا صلعم
 اور محبت ائمہ شریعت و علمائے امت کے۔ اور جو شخص جس قوم سے محبت رکھیں
 قیامت کے روز وہ ان میں اور ان میں اور ان میں اور ان میں اور ان میں اور ان میں
 ساتھ ہے جسکو وہ دوست رکھتا ہے۔ اور علامات اہل سنت سے محبت کرتا ہے
 علماء و ائمہ حدیث اور اوصیاء و اولیاء و انصار کے ساتھ اور بغض رکھتا ہے ائمہ عت
 سے جو بلائے ہیں لوگوں کو جانب نار کے اور کھینچتے ہیں ساتھ کو طرف دار البوار کے
 منور و راستہ کو یا ہے اللہ نے اہل سنت کے دلوں کو محبت سے علماء سنت و
 المہدی کے یہ بات اللہ کے فضل و رحمت سے ہے۔ ابو ہریرہ قتیبہ بن سعید نے
 کتاب الامان کے آخر میں لکھا ہے کہ جب پاوے تو ایسے شخص کو جو محبت رکھتا ہے سفیان
 ثوری اور مالک بن انس اور ازاعی اور شعبہ اور ابن مبارک اور ابو الاصول اور
 شریک اور وکیع اور یحییٰ بن سعید اور عبد الرحمن بن مہدی سے تو یقیناً
 کہ وہ سچا سنی ہے اور ان میں لوگوں نے بن محمد بن ادریس شعیبی اور احمد بن حنبل
 اور جو لوگ کہ ان کے قبل تھے جیسے سعید بن زبیر اور زہری اور شعبہ اور یحییٰ اور جعفر

انکے ہوئے مثلاً البیث بن سعد اور سفیان بن عیینہ اور حماد بن اور ابن عون وغیرہم
 اور جو ان سے پیچھے آئے مثل زید بن ہارون اور عبدالرزاق اور جریر بن عبد الحمید
 وانکے امثال اور جو ان کے اعقاب ہیں جسطرح محمد بن یحییٰ ذہلی اور محمد بن اسمعیل بخاری
 اور مسلم بن حجاج قشیری اور ابو داؤد و سجستانی اور ابو یوسف رازی اور ابو حاتم اور ابن
 ابی حاتم اور محمد بن اسلم طوسی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن خزمہ اور ترمذی
 اور نسائی اور ابن ماجہ قزوینی وغیرہم ائمہ سنت کہ حدیث پر عامل اور ان کے ناصر
 اور اسی جانب فائق کو ہدایت و دلالت کرتے ہیں اس صفت کے علما بہت بلکہ بیشمار
 و شمار گزرتے ہیں جنکی تفصیل الجکبہ بموقع ہے۔ صابونی کہتے ہیں کہ جو عقائد میں
 یہاں لکھے ہیں محدثین مذکورین بالاتفاق سب اس کے قائل تھے باہم درگاہی عقاد
 میں وہ مختلف تھے اور اس پر بھی سب کا اتفاق رہا ہے کہ اہل بدعت کو ہمیشہ مقہور و ذلیل
 اور مغضوب و حقیر سمجھنا پاس ہے نہ ان کو اپنے پاس پھٹکتے دین اور نہ آپ او کی صحبت
 و معاشرت و ہونڈین انکے ترک و ہجر میں اللہ کی رضا و خوشنودوسی طلب کریں۔
 صابونی کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے میں بھی انہیں حضرات کا متبع آثار ہوں
 اور انھیں کے انوار سے روشنی کا خوانان اپنے بھائی اور دوستوں کو نصیحت
 کرتا ہوں کہ اس امر سے نہ بہکین اور اغیار کے قولوں کو نہ دیکھین بدعات و محدثات
 جو مسلمانوں میں شائع ہیں انھیں نہ پڑھیں کیونکہ زمانہ محدثین میں بدعات مروجہ
 سے اگر ایک بھی بدعت کیسی زبان پر آتی تو قطعاً اس کو چھوڑ دیتے بدعتی کا لقب
 و صرتے جھوٹا بناتے ہر طرح کی اذیت پہنچاتے اور دھوکہ دے میرے بھائیوں کو کثر
 و زیادتی اہل بدعت کی کیونکہ یہ تو علامات قرب قیامت سے بے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے آثار قیامت سے ہے علم کی کمی اور جہل کی زیادتی علم سے مراد سنت ہے اور
 جہل سے بدعت۔ اس زمانہ میں جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کپڑے رہے

اور اس پر استقامت کے ساتھ عمل کرے اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین دے اجر
 و ثواب اس کا بجد و حساب ہوگا بڑھکر اور لوگوں نے جنہوں نے اول اسلام میں
 سنت کے بموجب عمل کیا ہے اس واسطیکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے آدمی کیلئے
 پچاس آدمیوں کا ثواب بتلایا تھا تو صحابہ نے پوچھا تھا کہ کیا آخر زمانے کے پچاس آدمیوں
 کے ثواب کی برابر حضرت نے جواب میں فرمایا کہ نہیں بلکہ تمہارے پچاس شخصوں کی مثل
 اس کا اجر ہوگا اور یہ وعدہ خاص اوسیکے واسطے ہے جو کالت فساد امت حضرت ہی کی
 سنت پر قائم رہے۔ زہری کہتے ہیں ایک سنت کی تعلیم و وسوسہ بریں کی عبادت
 سے بہتر ہے صابونی نے کہا کہ ایک روز ابو معاویہ ضریح مجلس ہارون رشید میں
 حدیث بیان کر رہے تھے اسی اثنا میں روایت ابو ہریرہ احتجہ آدم موسیٰ کا
 تذکرہ بھی آیا عیسیٰ بن جعفر نے اوس پر کہا کہ آدم و موسیٰ کے باہدگر گفتگو کیونکر
 ہوئی حالانکہ ہزاروں برس کا فاصلہ دونوں میں ہے یہ کہنا تھا کہ ہارون غصہ سے
 اوجھل پڑے اور یہ کہنے لگے کہ وہ تو حدیث رسول خدا صلعم بیان کر رہے ہیں اور یہ
 تو کہتا ہے کہ یہ کس طرح ہوا غصہ کے فرو ہوئے تنگ مار و کلمی زبان پر یہ کلمہ بیابار جاری
 صابونی نے کہا کہ ہر آدمی پر واجب ہے کہ اس طرح اخبار و احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 قدر و تعظیم کیا کرے اور رضا و تسلیم و قبول و تصدیق سے پیش آتا رہے جس شخص
 اس کے سوا اور راہ اختیار کر گیا اور حدیث صحیح منکر چون و چرا زبان پر لایا یا اولین کو
 قبول کی بابت تردد و شک پاوے یا اوس کے مضمون کو مستبعد و منکر بتاوے
 او سپر ہارون رشید کی مانند اشد انکار و تحذیر کرنا چاہے جس طرح کہ قبول کیا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل احادیث کا جو مروی بطریق صحیح ہیں لازم و ضرور ہے امت
 غر و جل ہمیں اور لوگوں میں سے کرے جو اوس کے کلام کو منکر بھی یا تو نہر عمل کرتے ہیں
 اور دنیا میں تمام عمر کتاب و سنت پر قائم رہتے ہیں اور اپنے فضل و کرم سے ہر کو

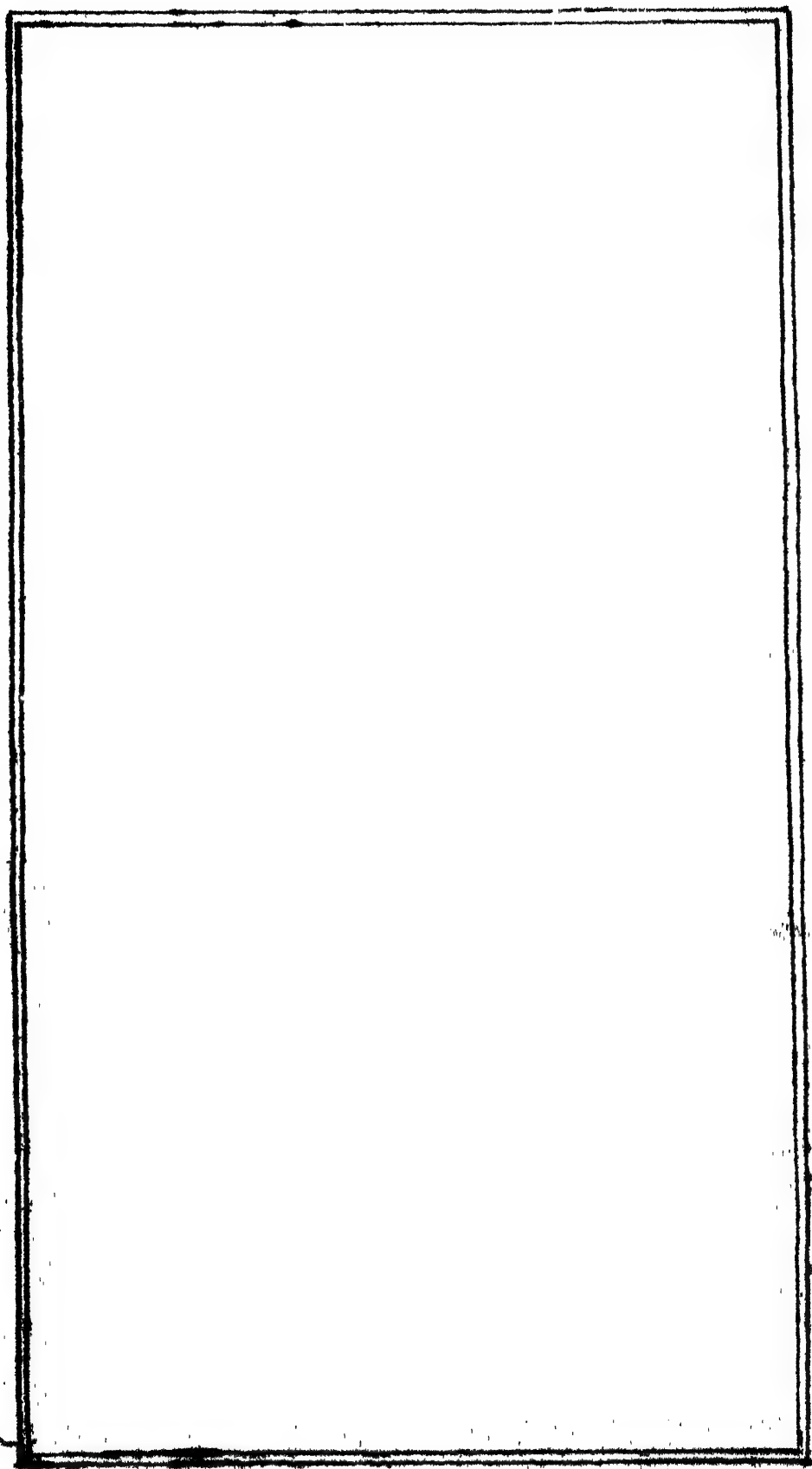
ارادات مسئلہ وآرائے مضحکہ و سیئات مذکور سے بچاؤ سے۔ تمام ہوا حاصل کلام صابونی
 اصل رسالہ صابونی پر جو ہمارے زیر نظر ہے حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد کا کہ
 مشہور امام ہیں سماع لکھا ہے مع سند کے مصنف رسالہ تک رجال سند کے حقا
 مقدسی ہیں۔ اور تاریخ سماع ^{۱۰۸۵} حافظ شمس الدین ذہبی نے کتاب ^{العلو}
 میں لکھا ہے کہ اسمعیل بن عبد الغافر نے امام الحرمین سے سنا کہتے تھے کہ مکہ معظمہ
 میں مذہبیوں کے بارہ میں مجھے خلیان و تروید پیدا ہوا آنحضرت صلعم کو میں نے خواب
 میں دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ تو اعتقاد صابونی کو اختیار کرنا انتہی۔ میں کہتا ہوں
 جو عقائد ابن صابونی کی کتاب میں ہیں اور نہ سبکو مختصر اس رسالہ میں درج
 کر دیا ہے مع زیادتی کے جو ثابت ہے کلام دیگر ائمہ حدیث و علمائے کرام سنت
 سے لہذا لازم کر لے تو اپنے اوپر تحقیر رحمت ہونہ کی جو لکھا ہے پہنے مضمون
 قرآن و حدیث کا اور نہ جدا ہونا تو ان دونوں سے ہرگز اور ان کے سوا دوسری
 شے سے ہدایت مت چاہنا اور مخرقات ^{۱۰۸۵} مبطلین و متکلفین کی جانب متوجہ
 نہونا اسواسطیکہ فوز و فلاح اوسے شے میں ہے جو اللہ و رسول اللہ صلعم
 کی کتاب و سنت میں ہے نہ اور امور میں جبکہ متکلفین و متعمقین نے اپنے
 عقول مظلمہ و افکار مدہمہ سے ایجاد و احداث کر لیا ہے تبکو جائے کہ مقولہ ظہل
 اور ہر زخرف و باطل کے بالعوض اللہ عز و جل کے کلام اور حدیث رسول اللہ صلعم
 پر قانع و راضی رہ۔ چونکہ پہنے دیکھا ہے کہ حافظ امام عبد اللہ بن محمد بن قلا
 مقدسی نے جو دینیات میں مجتہد مطلق ہیں اور علمائے آفاق اور علمائے فضل
 کے معتقد رسالہ عقائد کے خاتمہ میں اتباع کی فضیلت میں ایک فصل لکھی ہے
 پہنے چاہا کہ اوس میں سے فقط احادیث کو ملے کہ یہاں لکھ دین کیونکہ عقائد تو
 اوس رسالہ کے ہماری تحریروں میں آچکے اور دلائل کو ملحوظہ کتاب میں جمع کرنے کا

قصد ہے ابن قدامہ کہتے ہیں روایت کی جابر بن عبد اللہ نے کہ فرماتے تھے رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطیبہ میں حمد کرتے ہیں ہم اللہ کی اور شکر کرتے ہیں اس پر اور طبع ہے
 کہ وہ اس کے لائق ہے جس کو ہدایت کرتا ہے اللہ گمراہ کر نیوالا اس کا کوئی نہیں
 اور جسے خدا گمراہ کر دے اس کو راہ راست پر لانیوالا کوئی نہیں۔ بیشک سب
 کلاموں سے زیادہ تر سچ اللہ کی کتاب ہی اور سب راہوں سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ ہے اور بدت
 جماعہ کا سونفہ دین میں نئی باتوں کا کالنا ہے کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت
 گمراہی ہے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اور نسائی نے اس قدر زیادت اس روایت میں کی ہے اور
 جہنم میں ہے اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انا بعد آکاہ بنو
 کہ میں جمیع اعتبارات سے اومی ہی ہوں عنقریب خدا کا قاصد میرے پاس
 نیا بر طلب آنیوالا ہے اس کی بموجب میں یہاں سے چلا جاؤ گا تم میں دو عمدہ چیزیں
 چھوڑ جاؤ گا اول اللہ کی کتاب جس میں ہدایت و نور ہے جو اس کو کیڑیگا ہدایت
 ریگا اور جو اسے چھوڑ دیا قرآن کے ورا اور طرف جاوے گی گمراہی میں گرے گا دوم
 سیرۃ الہیبت یاد دلاتا ہو نہیں تم کو اسباب میں خدا سے پاک کو یہ کلمہ تین بار
 حضرت نے فرمایا یہ روایت مسلم کی ہے۔ حافظ ابن قدامہ نے اس کے بعد ساریہ
 کی روایت نقل کی جس کا یہ مضمون ہے بے شبہ جو شخص زندہ رہے گا تم میں سے
 دیکھے گا بہت سا اختلاف او سو وقت لازم کر لینا تم اپنے اوپر میری سنت اور
 خلفائے راشدین کی سنت کو اور پکڑ لینا تم اسے کسکرو انقوشے اور بچائے رہنا
 اپنے کو محدثات سے کیونکہ ہر محدث بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر
 گمراہی آگ میں روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد و ترمذی نے اور ترمذی نے اس کو
 صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں اس قدر اور زیادتی ہے چھوڑا ہے
 تم کو صاف شاہ راہ پر جس کی رات دن کے برابر روشن ہے نہ بھکیگا اس سے

میرے بعد کوئی شخص ہلاک ہونیوالے کے سوا یعنی جیکے معتد رین نامہ ہلاکت لکھی
 اور ایک روایت میں یہ زیادتی وارد ہے ابوالدرداء نے کہا قسم ہے اللہ کی بیشک
 سچ کہا رسول خدا صلعم نے چھوڑ گئے ہمیں وہ کھلی ہوئی راہ پر جسکی ت
 مثل دن کے ہے۔ اور حدیث کی ابوہریرہ نے آنحضرت صلعم سے تحقیق چھوڑا ہے
 میں نے تم کو گونہیں اوس چیز کو کہ نہ گمراہ ہو گئے تم اوسکے بعد جب تک کہ پڑھے رسول کے تم
 اوسے وہ کتاب ہے اللہ کی اور میری سنت کبھی نہ جدا ہو گئی یہ دونوں ایک دوسرے
 سے حتی کہ حوض کوثر پر بھی میرے پاس یہ دونوں بالاتفاق ساتھ ہی ساتھ پہنچے
 یہ روایت سنن طبرانی کی ہے۔ ابوبکر صدیق نے اپنے خطبہ میں کہا ہے کہ میں ہر
 امر میں متبع ہوں کسی وجہ سے مبتدع نہیں۔ اور عمر فاروق کہتے ہیں بیشک
 چھوڑے گئے ہونگے کھلی ہوئی راہ پر مگر یہ کہ تم اپنے آپ سے گمراہی اختیار کرو لوگوں کے
 ساتھ ملکر اسہنے جانب یا بائیں طرف مڑ کر ابن مسعود نے کہا کہ ہم مقتدی اور متبعین
 مبتدعی اور مبتدع نہیں ہیں تم نہ گمراہ ہو گئے جب تک حدیث کو پڑھے بیٹھے
 زہری آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ نہیں زنا کرتا ہے زانی اور حال یہ کہ وہ
 اوسوقت میں باایمان ہوا وزاعی کہتے ہیں کہ میں نے اسکی بابت زہری سے پوچھا
 کہ مقصد اسکا کیا ہے زہری نے جواب میں کہا اللہ کی طرف سے جو علم آیا رسول خدا
 صلعم نے بہستور ہم تک پہنچا دیا اب ہمارا کام فقط اوسکا قبول کر لینا ہے۔ رسول خدا
 صلعم کی حدیثوں کو اوسطرح رکھنا چاہیے جسطرح کہ وہ وارد ہیں یعنی اونہیں بیز
 کیجاوین اور زاعی کا قول ہے صبر کر سنت پر اور ٹھہر جا جہاں ٹھہری ہے قوم۔
 اور وہی کہنا جو انہوں نے کہا ہے اور رکنا اوس چیز سے جس سے کہ وہ رکنی
 اور چلنا راہ پر سلف صالح کے کیونکہ تیرے واسطے اوسمیں کفایت ہے جو انکے واسطے
 کافی ہوا۔ کہا ابن قدامہ نے یہ جملہ مختصر کتاب وسنت و آثار سلف سے چھکو

چاہئے کہ لازم کہ اس کو اور جو کچھ کہ اس کے ورا اسطرح وار دیا ہے اللہ عزوجل اور
 رسول خدا صلعم اور صاحبین سلف وائمہ امت سے جس پر کہ اتفاق ہو چکا ہے خیار
 امت کا سوا اس کے دوسرے کے اقوال کو ذلیل و خوار اور لغو و بے اعتبار اور بے
 عبث و بیکار جان کر چھوڑ دے اگرچہ اکثر متاخرین اس کے سبب دھوکے میں پڑ چکے
 اور اس کو اپنے سر و آنکھوں پر رکھ چکے ہوں یہ جامعہ مسلم ہی باطل ہیں اس کے
 کثیر ہونے سے تو دھوکا نہ کھانا اس لئے کہ رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ اپنے
 فرمایا عنقریب مختلف ہو جائیگی میری امت تہتر فرقوں پر وہ سب آگ میں جائیں گے
 ایک فرقہ کے سوا جو چلیگا میری اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ائمہ حدیث سے
 ایک جماعت سے اس کو روایت کیا ہے بالفاظ و طرق مختلفہ۔ چاہتے ہیں ہاتھ
 سجاندہ و تقالی سے توفیق اس کے مرضیات کی اور بیچا دے ہم کو نبی مختار
 محمد صلعم اور ان کی آل الہار و اصحاب اخیار کے پاس اور جمع کر دے دار
 کرامت میں بیشک اللہ دعا کا سننے والا اور قبول کر لینے والا ہے۔ تمام ہوا
 مطلب علامہ ابن قدامہ کا۔ مصنف رسالہ قائد الی العقائد نے بعد صلوة
 و سلام کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ اس رسالہ کی تصنیف و تذکرہ و طبع و نہی ہوتی ہے
 آخر ماہ جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ ہجری میں دارالاقبال بموہال میں محفوظ رکھے
 اللہ ہمیں اور اس سے ہر آفت و زوال سے بلوغ المرام کے ساتھ اس مختصر رسالہ کو
 اس واسطے چھپوادیے کہ مجموعہ مطبوعہ جامع ہو عبادات و معاملات اور
 اصول و آداب اسلامیہ و عقائد دینیہ کو اور اللہ ہی سے ہے سوال توفیق و احکام

شہر جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ حافلہ ترجمہ کتاب لقائد الی القائد

غیر ایک کانہین ہے فقط جبکہ روئے بد و لگو جگر کو جان کو کس کسکور وئے
جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول متبع سنت رسول ربانی ہولانا
سید عبدالباری نقوی سہوالتی ابن زبیدہ المتکلمین عمدۃ المحققین مقبول
بارگاہ محمد سید سراج احمد ادخلہا اللہ فی اعلیٰ علیہین ماہ محرم الحرام سال
یکہزار و دو صد و شصت و ہفت و پچہری میں پیدا ہوئے او انوش شفت
والدین میں پرورش پاکر و زو زوہ سالگی میں داغ یشیمی سے آشنا ہوئے
کچھ دنوں و لکن میں علوم رسمی اساتذہ مختلف سے حاصل کئے آخر الامر بجمہ
چہار و ہ سالگی شیخ العلماء سید الفضلار گانہ زمین سید امیر حسن صاحب سہوالتی
غفر اللہ لہ کی خدمت با برکت میں رہ کر استفادہ معقول و منقول میں
مشغول رہے نوزدہ سالہ عمر میں بعد فراغ و تحصیل علوم بمواجہ علماء کبار
و فضلاء عالی تبار مقام میرٹھ میں دستار فضیلت زیب سرفرمائی جناب
مرحوم کو تحقیق مذاہب غیب میں ید طولی حاصل تھا جیسر آپ کی کتاب اعلام الجاہ
والاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام شاہ عادل موجود ہے ایک زمانہ تک
مدرسہ اسلامیہ اکبر آباد میں گورنمنٹی ملازم رہے بعد شکست مدرسہ روانہ
خوشنودی مزاج حکام وقت سے حاصل کئے آٹھ ہزار سال سے یہ قدر وانی

حضور پر نور علیہ السلام کو آپ شہر اجماع کی صاحبہ کرون آف انڈیا میں دلاور عظم
 طبقہ علماء سے ستارہ ہند و برقیہ سے جو پال و ام اقبالہا و شوہر القدر رؤیہ عظمہ
 و ام اقبالہ اس دار الاسلام میں عہدہ ممتاز پر مامور تھے اپنی جن لیاقت و جہد
 قابلیت سے ہمیشہ محمد و حین کو خوش رکھا با اینہم فضائل آپنی وضع طالبانہ
 رکھتے تھے سفر و حضر میں بہت چست و مستعد رہتے تھے راحت پر محنت کو مستقیم
 جانتے تھے اکثر اپنے سفر سے تفریح و فراغ کی حسب حیثیت خود خبر گیری کرتے اور
 صد افسوس انکی اجل سے عجلت کی آپ و ہوا نے دنیا نے جلد ناموافقت کی
 کہ تباریخ نہ شہرہ و صحیحہ بوقت شب یوم عرفہ سال کینار و ۱۳۰۰ھ و ۱۳۰۱ھ
 بعمر ۳۲ و ۳۳ سالگی مقام جہوپال میں سفر آخرت اختیار کیا خاص و عام
 شہر کو اپنا عزادار کیا کہ پیر یزد سالہ بمیر عجبی نیست یہاں تک
 سخت ست کہ گویند جو انحر و جہوپال کی شان ہے کہ سالگزشتہ میں اسی عرفہ
 کے دن مقام عرفات میں منسک حج ادا کر رہے تھے اللہم اغفرہ معفو
 ظاہرۃ و باطنۃ لا تغادرہ ذبا ساخنہ غریب یہ ہے کہ اونکے انتقال کے
 تیسرے روز اسی عارضہ سرسام میں اونکی دختر و ازوہ سالہ نے قضا کی
 اور برابر اپنے پدر بزرگوار کے مدفون ہوئیں، ایک داغ نیک نشہ داغ
 در شکفتہ انا للہ و انا الیہ راجعون اب جناب مرحوم کے اعقاب
 میں سے بفضلہ تعالیٰ دو لڑکے ایک اعجاز احمد دوسرے ممتاز احمد موجود ہیں
 خداوند کریم انھیں عمر بھی کو پہنچائے اور توفیق علم و حسن عمل عطا فرمائے
 آپ کے وفات کی تاریخ عربی میں حافظ سید محمد صاحب سورتی ہستم و
 ریاست نے اسطورہ پر تحریر فرمائی مرثیہ اعظم و احسن علی
 عبد الباسری و سکنہ فی اعلا الجنۃ

انورشی سید جمیل احمد جمیل سہسوالی ہمشیر و زاوہ جناب مغفور سے قطعہ
تاریخ موزون کیا

چشم خون بارو کہ عبد الباری از دنیا رفت ۛ دل فزون نالکہ ماندہ جاوہ دین بیدل
خورد سال اندر غم او زار و گران ساز خورد ۛ شد مقیم اندوہناک سینہ چاکہ بن اسبیل
سبط اسگشت مخزون بقید باقی بقیرارہ ۛ خستہ از غم شد طہیل شفته اندام جمیل
بود فکر سال فوت او کہ رضوان از بہشت
گفت یاد او ارشاد و روضہ غیب سلسیل
۱۳۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے جمیل آپ او محمد خدا ۛ پیرو مرشد خدا کیجئے
لغت پیغمبر اور آپکا منہد ۛ شرم کیجئے ذرا حیا کیجئے
اما بعد اہل دین کو خوشخبری سناتا ہوں مضمون تازہ زبان پر لاتا ہوں مسکن
سے تمنا ہے تحسین ہے ناظرین سے رجاء ہے آخرین ہے کہ اندون یہ رسالہ نافعہ
و متقالہ سا طبعہ رہبر عقائد ایمانی رہنما ہے اصل مسلمان کی محنتی فوائد نامہ متن
منافع اہل اسلام سائق العباد الی صحتہ الاعتقاد نامہ نتیجہ طبع و قادی و منقول
جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول منتج سنت رسول ربانی صلوٰۃ
سید عبد الباری صاحب سہسوالی غفر اللہ لہ ترجمہ اردو کے کتاب ہدایت
آب القائل الی العقائد ریختہ قلم گرامت رقم نو بہال کلشن علم و
کمال تو باوہ چین دولت و اقبال معدن فضائل عدیدہ مخزن خصال حمیدہ
نوی فہم صائب البوالنصر میر علی حسن خان صاحب زاوہ اللہ اقبالہ و ضاعف کما
مطبع فیض بنیاد بنارس سعید المطابع نامہ بن طبع ہو کر مشہور زبان و

زمین و مقبول ارباب دین ہوا ہے جانان نہ صرف در دل دیوانہ جلوہ کرڈ
 آئین مہر نیمروز بہر خانہ جلوہ کر دے واد کیا ترجمہ مفید ہے جس سے ہر عامی و
 عالم استفادہ ہے تمام عقائد سنن صحیحہ متاثرہ سے اخذ کئے گئے ہیں اقوال
 زید و عمر و بکر سے نہیں لئے گئے سچ کہتا ہوں خدا گواہ ہے سلف صالح کی
 یہی روش یہی راہ ہے جلوہ یار کہ امروز دل افروز منست پان
 بہانست کہ موسیٰ سرطورش دریافت ہے عبارت سلیس ہے ترجمہ نفیس ہے
 لفظ خوب ہیں معنی محبوب ہیں زبان پُر تاثیر ہے بیان نقشِ تسخیر ہے
 اللہ تعالیٰ اسکے صلہ میں مترجم کی مغفرت کرے مؤلف اصل کتاب کی
 عمر و اقبال میں برکت دے جملہ مومنین و مومنات کو توفیق عملِ نیک
 ع من دعا گویم و خضر بگویند آمین

قطعہ تاریخ طبع

چہ زیبا ترجمہ مطبوع گردید کہ ہر دیندار ازوے بہر بہت
 سوخو و میکشد و لہاے عالم بہ ہما ناسطریطرا و مکندست
 نہ تنہا عامیان محتاج او بند کہ خیل عالمان ہم حاجت مند

جلیل الکون ہے تاریخ طبعش
 بگو شرح عقائد و لپست

۱۳

۴

۰۷

کمترین خلائق سید جمیل احمد ہسوالی غفر اللہ

محمد علی

دانش

۶۱۱۹

صحت نامہ سائق العباد

نمبر	خط	صواب	نمبر	خط	صواب
۲	جائنا	جاءنا	۴	نقصان	نقصان و عیب
۴	الراعين	الراعين	۱۱	جزیہ	جزیہ
۵	الى القائد	الى القائد	۱۶	اے	اوسکے
۱۶	تنزيه	تنزيه	۱۲	آتی	آتی
۲۱	اسکی	اسی کی	۱۳	اے	اسکا
۶	طلاق	خلاق باری	۵	اسیلے	اس لیے
۱۶	ولی	د	۱۳	حبت	حبت میں
۲۰	جیسی	جیسی	۲۱	خوب	خوب فقرہ
۸	لغتاً	لغتہ	۱۵	بہان	بہان
۱۴	سنت کے	سنت سے	۱۶	ومحفوظی	اور محفوظی
۱۵	الصلاة	الصلوات	۷	رسو انکا	رسو لوں کا
۱۷	اوکمی	اور کمی	۱۷	الدنیہ	لدنیہ
۱۸	توفیقی	توقیفی	۱۹	چیز	یا کسی چیز
۱۱	چاہتے	چاہتے ہیں	۲۰	اوسکے	اوسکے
۲۰	مشیت	معیت	۲۲	صنعات	صفات
۳	اشراف	اشراف	۲۳	ثواب	صواب
۶	مندرج	میں مندرج	۱۱	صناعات	صفات
۳	صناعات	صفات	۲۴	شخص	کسی شخص

صواب	خطا	صفحہ	صفحہ	صواب	خطا	صفحہ	صفحہ
۴	یک	۱۵	۳۷	۷	۷	۱۰	۲۶
موئید	موئید	۱۵	۳۸	ہین	ن	۲	۳۸
اول کا	اول کی	۵	۴۰	تفصیل	تفصیل	۱۰	۴۰
حالمین	عالمین	۱	۴۰	وساوس	رساوس	۸	۲۹
یقیناً	یقین	۱۹	۴۰	مترتب	مرتب	۹	۴۰
زہیر	زہیر	۲۱	۴۰	بچند وجہ	بوجہ چند	۱۸	۴۰
اورانکے	وانکے	۳	۴۱	ہونا	ہوما	۱۱	۳۸
کرتے تھے	کرتے تھیں	۷	۴۱	جسکو پرورگار	پرورگار	۱۸	۴۰
دہونڈین	دہونڈین	۱۲	۴۱	ہی	بھی	۱۶	۳۱
انہیں	اونھیں	۴	۴۱	اوٹھانی	اوٹھالی	۶	۳۲
ایسے	ایسے	۳	۴۲	موئید	موئید	۱۲	۴۰
اسپر	اوسپر	۱۰	۴۲	کرتا ہے	کرتا ہے	۸	۳۳
احادیث	آحادیث	۱۴	۴۲	اطیعوا	اطیعوا	۱۳	۴۰
آتا ہے	آتا ہے	۱۵	۴۲	اساس	آساس	۱۷	۳۴
اوسپر	اسپر	۲	۴۴	خلیفہ	خلیفہ	۱۸	۴۰
روایت میں	روایت میں	۷	۴۴	اسکے	اوسکے	۶	۳۵
نارو	تارہ	۱	۴۵	لجہ	علاوہ	۱۱	۴۰
الہبار	الہبار	۸	۴۶	موئید	موئید	۲۰	۴۰
آواخر	آواخر	۱۵	۴۶	الجنة والنار	الجن والنس	۱۳	۳۶